

مؤسس

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشۂ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

فائل 2001ء

جولائی

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan

0092 303 2886671 /makhtarraza1011



وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشہ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

مالک ونگراں

جانشین حضور مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ



جاری کردہ

مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا

مرکز سواد اعظم اہل سنت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

کا علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

سنی دنیا

جلد: ۱۷
شمارہ: ۷

جولائی
۲۰۰۱

مالک و نگراں

جانشین مفتی اعظم ہند فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

نائب نگراں
محمد عسجد رضا خاں قادری

مدیر
محمد شہاب الدین رضوی

زر سالانہ: ۱۰۰ روپے ---- بیرون ممالک: ۳۰۰ روپے ---- لائف ممبری: ۲۰۰۰ روپے

فی شمارہ: ۱۰ روپے

رابطہ کا پتہ: دفتر سنی دنیا، ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)
☎ ۴۷۲۱۶۶، ۴۵۸۵۴۳ فیکس ۴۷۲۱۶۶

E-mail:- tauheedbaig@yahoo.com
raza@go2nainital.com

کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد توحید بیگ رضوی

بیادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں بریلوی
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی
مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری
مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی

مجلس مشاورت

علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ
مولانا حبیب رضا خاں صاحب نوری
مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی
مولانا شوکت حسین رضوی کراچوی
مولانا منان رضا خاں منانی
حاجی قربان علی حامدی بیسل پوری
مولانا مظفر حسین رضوی کٹیہاری

مجلس ادارت

حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں مارہروی
علامہ سبطین رضا خاں قادری بریلوی
معمار ملت مولانا شبیہ القادری سیوانی
مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری
مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی
علامہ یٰسین اختر مصباحی رضوی دہلی
مولانا عبد المبین نعمانی قادری چریاکوٹ
ہمدرد ملت الحاج محمد سعید نوری ممبئی

اشاریات

معذرت

ادارہ سنی دنیا اپنے معزز قارئین سے معذرت خواہ ہے کہ اس شمارہ میں کسی وجہ سے انگریزی کے مضامین شامل اشاعت نہیں ہوپارہے ہیں۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں اس کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔ اور ادارہ اپنے قارئین سے اس بات کے لئے بھی معذرت پیش کرتا ہے کہ گزشتہ شمارہ ہم آپ کی خدمت میں نہیں پیش کر سکے جس کی وجہ یہ رہی کہ عرس رضوی کی تیاریوں میں انہماک اور مشغولیت آڑے آئی انشاء اللہ اب مسلسل آپ کو شمارہ ملتا رہے گا۔

(ادارہ)

اداریہ:--محمد شہاب الدین رضوی

مسلمانوں کو درپیش مسائل کا چیلینج

قرآن اور بائیبل پر تنقید

حکومت میں بیٹھے ہوئے بیوروکریسی کے لوگ اب وہ بھی مسلم دشمنی میں اترتے نظر آرہے ہیں، اوراپنے اندر چھپے ہوئے احساسات اورعزائم کومضامین کی شکل مین سامنے لارہے ہیں۔ جسکی درجنوں نظیریں موجود ہیں----- حال ہی میں فروغ انسانی وسائل کی وزارت میں ایک ایجوکیشن سکریٹری افسر مسٹرایم۔کے۔کاؤ نے اپنے مضمون میں ''اسلام، عیسائیت اورسکھ پنتھ'' کے خلاف تحقیر آمیز کلمات تحریر کئے ہیں۔ انکا یہ مضمون ایس۔سی۔آر۔ٹی۔ کے معروف جدیدہ میں شائع ہوا ہے-----انہوں نے مضمون میں اسلام اورعیسائیت پرتنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ہماری دانشورانہ آزادی کوسب سے زیادہ نقصان ان مذاہب نے پہونچایا جواپنی واحد مقدس کتاب قرآن و بائیبل پر ایمان رکھتے ہیں'' ------اس طرح کی اور بھی قابل گرفت باتیں لکھی ہیں، یہ اندازتحریرونگارش اسی شخص کا ہوسکتا ہے جوکسی مسلم دشمن طاقت کا آلۂ کار ہو، انکے خلاف ان مذاہب کے پیروؤں پر جواپنی واحد مقدس کتاب پرایمان رکھتے ہیں چوٹ کرنے کے جرم میں انکے خلاف تعزیرات ہند کے تحت کاروائی کی جانی چاہئے تھی ۔غالباً مسٹرایم۔کے۔کاؤ نے تعلیم پرسنگھ کارنگ چڑھانے کے ایک نکاتی پروگرام سے حوصلہ پاکر دوسرے مذاہب کی نقطہ چینی کی ہے۔ان جیسے افسروں کا تیارکردہ خونخوار عفریت ہمارے معاشرہ کے سیکولر تاروپودھ کوتباہ وبرباد کردیگا، راست بازی کا احساس ہماری حکومت کی اعلیٰ طرین سطحوں سے بھی تیزی کے ساتھ مٹتا جارہاہے، اورعقل سلیم کے حامل ہمارے ملک کے تمام شہریوں کیلئے یہ سب سے بڑی مایوسی کی بات ہے۔

اس اقلیت مخالف مضمون کے خلاف کچھ ممبران پارلیمنٹ نے ۲۶ اپریل ۲۰۰۱ء کوایوان بالا میں آواز اٹھائی کہ------ایسے شخص کوفوراً برطرف کیاجائے، انکے خلاف سخت کاروائی کی جائے اورساتھ ہی ساتھ حکومت سے جواب طلب کیا گیا کہ جب ہندوستان کے آئین میں سبھی مذاہب کا یکساں احترام کی بات کہی گئی ہے تو حکومت کو جواب دینا چاہئے کہ افسر مذکور نے قرآن شریف کے بارے میں ایسی قابل اعتراض بات کیسے لکھی؟----اس پر کافی ہنگامہ ہوا مگر حکومت اپنے جواب سے کسی کو مطمئن نہ کرسکی۔

مسلمانوں کی حب الوطنی پر شبہ

ملک کی تیزی سے بدلتی ہوئی سیاسی صورت حال میں خاص طور پر مسلمانوں کو ہی نشانا بنایا جارہا ہے، اور اسلامیان ہند کے ساتھ دوغلے پن کا ثبوت دیا جارہا ہے---- ملک کے فرقہ پرست افراد ہمیشہ سے مسلمانوں کے بارے میں یہ کہتے رہے ہیں کہ'' مسلمان رہتے یہاں ہیں ،کام یہاں کرتے ہیں،دفن یہاں ہوتے ہیں مگر گیت مکہ اور مدینہ کے گاتے ہیں''------جبکہ درحقیقت ان کا مقصد یہ ہے کہ اکثریتی طبقے میں انکے خلاف ایک ماحول تیار کردیں اور حکومت ہند انکے خلاف منصوبہ تیار کرے------اس سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ مئی کے وسط میں مرکزی حکومت کی ''گروپ آف منسٹرس کمیٹی برائے قومی سلامتی'' کی میٹنگ دہلی میں ہوئی جسکی صدارت مرکزی وزیر داخلہ نے کی ،جس میں صاف صاف کہا گیا کہ ''مسلمانوں اور مدرسوں کو ملک کی سلامتی کیلئے خطرہ ہے''-----اب بات یہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے خطرہ ہے یا حکومت کو مسلمانوں سے خطرہ ہے؟ اس کی وضاحت وزارتی گروپ کمیٹی کو کرنا چاہیئے۔

''وزارتی گروپ کمیٹی'' کی مسلمانوں اور مدرسوں کے خلاف حکومتی سطح پر اس طرح کے تجزیہ کرنا غلط پروگرام کو، غلط اور بے بنیاد ہے اور اسکی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ مسلمانوں کے خلاف اس طرح کے غیر ذمہ دارانہ ریمارکس کے ذریعہ ملک کے تمام مسلمانوں کو اس سے وابستہ کرنے کی حکومتی سطح کی کوشش تشویش ناک ہے------بی • جے • پی • وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل جیسے پریوار کے ادارے روز اول ہی سے مسلمانوں کے خلاف اس طرح کی زہر افشانی میں مصروف رہتے ہیں، لیکن حکومتی سطح پر اس طرح کا غیر ذمہ دارانہ بیان اور تجزیہ افسوس ناک ہے۔ اس کا مقصد مسلمانوں کی وطن دوستی کو مشکوک بنانا ہے

وزیر اعظم ہند جب ایران کا دورہ کرنے کیلئے ایران گئے اور وہاں پر ایرانی رہنماؤں سے ملاقاتیں کی تو انہوں نے خوب مسلمانوں اور اسلام کی مدح سرائی کرتے رہے------وزیر خارجہ اپنے دورۂ سعودیہ عرب میں ہند وعرب دوستی کا راگ الاپتے رہے۔ ایک طرف پڑوسی ملک کے قائد کو ہندوستان کے دورے کی دعوت دی جاتی ہے اور دوسری طرف انہیں ممالک کو نشانہ بناکر مسلمانوں کے جذبۂ حب الوطنی کو مشکوک بنایا جا رہا ہے، حکومت کا یہ رویہ خود ملک کے لئے نقصاندہ ہے------۔ بہرحال وزارتی کمیٹی کی یہ رپورٹ اپنے انجام اور نتائج کے اعتبار سے بہت خطرناک ہے، اس وقت جن لوگوں کے ہاتھوں میں کلیدی اقتدار ہے وہ اس ملک کے مسلمانوں کو وطن کا دشمن قرار دیکر اقتدار میں آئے ہیں بلکہ عملی طور پر انہوں نے اس ملک کی اقلیتوں کو جانی و مالی نقصانات بھی پہونچائے ہیں۔ اب انکے ہاتھ میں وزارتی کمیٹی نے ایک اور لائیسنس دے دیا ہے، ابھی تک تو انفرادی طور پر ہی مسلمانوں کے بعض اداروں پر الزامات عائد ہوئے تھے، لیکن اب سارے مسلمانوں اور انکے تمامی تعلیمی اداروں کو باقاعدہ حیثیت کے حامل وزارتی کمیٹی نے ملک کے لئے خطرہ قرار دیا ہے-----لہٰذا اب اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ملک کی آزادی وسلامتی کیلئے سیکڑوں قربانیاں دینے والے ان اداروں اور انکے متعلقین کو حکومتی سطح پر کتنا حراساں و

پریشان کیا جارہا ہے۔

یہ کوئی نئی الزام تراشی نہیں

اگر چہ یہ کوئی نئی اور حیرت انگیز خبر نہیں ہے کہ اسلامی مدارس اور اس ملک کے مسلمانوں کو ہندوستان کی بہتر وسلامتی کیلئے خطرہ بتایا گیا ہے------۱۹۹۴ء میں ہماچل پردیش کے ڈائریکٹر جنرل آف پولس نے یہ الزام عائد کیا تھا کہ ہماچل اور پڑوسی ملک کی سرحد سے متصل دوسری ریاستوں کے سرحدی علاقہ سے دہشت گردوں کے اڈے بنے ہوئے ہیں، یہاں طلبہ کو اسلحہ چلانے کی تربیت دی جاتی ہے۔محض ہماچل پردیش کے ڈی جی کی ذہنی اختراع کی بنیاد پر مرکزی خفیہ اداروں نے اتر پردیش کی راجدھانی لکھنؤ کے ایک ادارے پر رات کی تاریکی میں ڈاکوؤں کی طرح چھاپا مارا گیا۔

۱۹۹۴ء میں جب موجودہ وزیراعظم چندمہینوں کیلئے اقتدار پر قابض ہوئے تھے تو آر۔ایس۔ایس۔ سے متعلق ایک مضمون انٹرنیٹ پر منظر عام پر آیا تھا جس میں بہت سی قابل اعتراض باتیں لکھیں تھیں ان میں یہ بات بھی تحریر تھی کہ------''ہندوستان کے مسلمانوں کو ہندوستان اور مکہ میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلینا چاہیئے''۔یہ ایک وارننگ ہے جس پر باشعور لوگوں کو غور وفکر کرنا چاہئے۔اس وقت کا ایک اور معاملہ وزیراعظم کا یہ ہے کہ خفیہ اداروں کو پانچ سوالات بھیجے گئے تھے کہ''اگر ہندو پاک جنگ چھڑ جاتی ہے تو مسلمان کس کا ساتھ دیں گے''؟-----باقی سوالات بھی مسلمانوں کی اس ملک سے وفاداری سے متعلق تھے، یہ بات بھی پوری طرح ثابت ہو چکی ہے کہ مسلمانوں کو خفیہ خدمات کے اداروں میں بھرتی نہیں کیا جاتا ہے۔جس کے یہ عزائم ومنصوبے ہوں اور مسلمانوں کو خاموش وارننگ دے رہا ہو وہ ملک کی وزارت عظمیٰ پر فائز ہو تو کیا اس سے مسلمانوں کی فلاح وبہبود کی توقع رکھنی چاہئے؟

سلطان گر بننے کے بجائے اقتدار کے ساجھی دار بنیے

ہندوستان کا باشعور مسلمان اس وقت شدید تذبذب کے حالات سے گزر رہا ہے ملک کے موجودہ حالات اس کو دعوت عمل کیلئے پکار رہے ہیں، اور وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے اس وقت عملی قدم نہیں اٹھایا تو تاریخ اسکو کاہلوں اور وقت کے تقاضوں کو نہ سمجھنے والوں میں شمار کریگی، اگر وہ عملی اقدامات کیلئے آگے بڑھتا ہے تو اسکا برسہابرس سے بچھائے ہوئے تمام کانٹوں کو صاف کرنا پڑیگا اور اس کام میں اسکا لہولہان ہونا لازم ہے، اور ملت کی دشنام ترازیوں کے گھاؤ الگ سہنے پڑیں گے۔تاہم ہمت مرداں مدد خدا پر عمل کرتے ہوئے میدان عمل میں کود پڑنے کی ضرورت ہے-----ملک کی سیاسی عدم استحکام کو دیکھتے ہوئے چھوٹے چھوٹے گروپوں نے اپنے دباو کا راستہ اپنایا ہوا ہے اور وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہیں اور اپنے مسائل کے حل کی

طرف بہت تیزی سے بڑھ بھی رہے ہیں۔ مسلمان تو اس ملک کی دوسری سب سے بڑی اکثریت ہیں، وہ کیوں اپنے دستوری حقوق حاصل کرنے کیلئے سیاسی طاقت بنکر سامنے نہ آئیں۔

حال ہی میں پانچ ریاستوں میں ہوئے انتخابات میں مسلمانوں نے جس دانشمندی کا ثبوت دیا ہے وہ دوسری ریاستوں کیلئے مثال ہے۔ دیگر ریاستوں میں دردمند دل رکھنے والوں کو سوچنا چاہیئے اور اپنا ایک مستقل دیرپا منصوبہ تیار کرنا چاہیئے تاکہ مستقبل میں آنے والی دقتوں کا سامنا مسلمان بآسانی وبخوبی کرسکیں---۔---تملناڈو میں مسلمانوں کے رہنماؤں کو جیلو میں ڈال دیا گیا------آسام میں مسلم اکثریتی علاقوں میں فساد کراکے تباہ وبرباد کیا گیا-----مغربی بنگال میں بنگلہ دیشیوں کے نام پر مسلمانوں کو تنگ کیا گیا وغیرہ وغیرہ------ جیسے حالات سے مسلمان دوچار تھے، اب نئی حکومتیں شاید ان پر رحم کھائیں اور اپنا پرانہ موقف بدلیں۔ مگر قابل افسوس پہلو یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنا فرض تو نبھادیا مگر حکومت سازی میں مسلمانوں کو اقتدار سے دور رکھا گیا ہے۔ شاید یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ اب بھی وہی صورت حال باقی رہ سکتی ہے۔ مزید برآں سیاسی رقابتوں کا ایک خوفناک سلسلہ بھی چل نکلا ہے، صاحب اقتدار اپنے حریفوں کو خاک چٹانے میں لگ گئے ہیں۔ جبکہ یہ روایت نہایت درجہ لائق مذمت ہے، اور اگر یہ روایت قائم رہی یا اسمیں تیزی آئی تو ملک وریاست کی معاشی اور سماجی صورت حال بہت خوفناک ہوجائے گی۔

تعلیمی نظام پر زعفرانی رنگ

مرکزی حکومت نے آج کل تعلیمی نظام میں یہ بدلاؤ کی تحریک شروع کررکھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ فرقہ پرست تنظیموں سے وابستہ افراد کو کالجیز اور یونیورسٹیوں کے اعلیٰ عہدوں اور کلیدی جگہوں پر فائز کیا جارہا ہے تاکہ انکی جاری کردہ ''تعلیمی پالیسی'' کو بخوبی بروئے کار لاسکیں---ان دنوں ملک کے تعلیمی نظام کو زعفرانی رنگ میں رنگنے کی سازش ہورہی ہے، فرقہ پرست تنظیمیں پورے تعلیمی نظام کو اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کررہی ہیں-----موجودہ تیار کیا جانے والا تعلیمی نظام بھی آر۔ ایس۔ ایس۔ کے ذہن وفکر رکھنے والے دانشور ہی تیار کررہے ہیں۔ اگلے تعلیمی سیشن سے تعلیمی نظام میں ''ہندوکرم کانڈ'' کو شامل کیا جارہا ہے جو پورے ملک کو فرقہ وارانہ منافرت میں رنگ دیگا۔ ایسے تعلیمی نصاب کی ہر طرف سے سخت مخالفت ہونی چاہیئے۔

آندھر پردیش حکومت نے تمام حکومتی اداروں کو ایک سرکولر جاری کرکے حکم دیا ہے کہ ''حکومتی مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں اسکولوں اور کالجوں میں قومی ترانے کے علاوہ وندے ماترم۔ وما تلگوتلی کو لازمی قرار دیا جائے و پڑھایا جائے''------یہ ریاستی حکومت کا آدیش نہایت درجہ گھینونہ ہے، ''وندے ماترم'' اور دوسرا ترانہ مشرکانہ عقائد پر مبنی ہے اور یہ

اسلام کے معتقدات کے بھی خلاف ہے۔ جسے کوئی بھی مسلمان اپنی زبان سے ادا نہیں کرسکتا، اور اس طرح کے غیر جمہوری سرکولر جاری کرنے کے پیچھے دراصل مسلما اقلیتی طلبہ و طالبات کو زعفرانی رنگ میں رنگ دینے کا جذبہ کارفرما ہے----- ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ وزیر اعلیٰ آندھر پردیش بلا کسی تاخیر و توقف کے محکمہ تعلیم کے اس دل آزار سرکولر کو اپنے خصوصی اختیارات کے ذریعہ منسوخ کرنے کا اعلان کریں تاکہ سنگھ پریوار کی بھوا کرن پالیسی کی زد میں مسلمان بچے نہ آسکیں۔

بابری مسجد نیا نوٹیفیکشن

چار سو سالہ قدیم تاریخی شہید بابری مسجد سے متعلق تحقیقات کررہے لبرہن کمیشن کی مدت عمل تو بڑھ گئی ہے مگر وہ بائس (۲۲) مجرم افراد کو ایک تکنیکی خامی کے تحت بری الزما کردیا گیا ہے جن کا براہ راست ہاتھ بابری مسجد کی شہادت میں رہا ہے۔ ملک کی عوام نے اپنے سر کی آنکھوں سے ان کو دیکھا ہے اور چہروں کو جانتی و پہچانتی ہے------ شہادت بابری مسجد کی سماعت کرنے والی سی • بی • آئی • کی خصوصی کورٹ نے بابری مسجد کیس کے ملزمین کے خلاف اس بنا پر مقدمہ خارج کردیا تھا کہ اس وقت کی ریاستی حکومت کے جاری کردہ نوٹیفیکشن میں قانونی سقم موجود تھے۔ کورٹ نے کہا تھا کہ ''حکومت چاہے تو نیا نوٹیفیکشن جاری کرسکتی ہے''۔ قانونی سقم کیوں پیدا ہوا؟ ----- تکنیکی خرابی کیوں واقع ہوئی؟ ----- اسکے بھی عوامل کارفرماں ہیں۔ جب نوٹیفیکشن جاری کیا گیا تھا تو باقاعدہ ایک سوچی سمجھی یہ بات ملحوظ رکھی گئی تھی کہ اس میں قانونی سقم رکھا جائے تاکہ بحث و مباحثہ اور فیصلہ کے نقطہ تک پہونچتے ہی اس قانونی سقم کو اجاگر کردیا جائے اور سارے کیس و ۲۲ ملزمین کو بری کردیا جائے اور کورٹ نئے نوٹیفیکشن کا انتظار کرتا رہے اور سیاسی حکمت عملی کے تحت نیا نوٹیفیکشن جاری نہ کیا جائے۔

جب اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ سے پرزور مطالبہ کیا گیا کہ ''نیا نوٹیفیکشن جاری کیا جائے تاکہ واقع ہورہی قانونی اڑچنوں کو دور کیا جاسکے'' تو کچھ دنوں تک بالکل خاموشی اختیار کرلی۔ پھر بولے کہ ''اجودھیا معاملہ پر ریاستی حکومت کوئی نیا نوٹیفیکشن جاری نہیں کریگی'' ------ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ ہر جماعت اس بات کا مطالبہ کررہی ہے کہ قانونی تقاضوں کی پیروی کی خاطر دوبارہ نوٹیفیکشن جاری کیا جائے، تو وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ''فی الحال ایسا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں''۔ اس سے انکی منشا بخوبی بھانپی جاسکتی ہے کہ ان کی نیتوں میں فطور ہے، لبرہن کمیشن کی متعدد تاریخیں پڑ چکی ہیں اور شنوائی ہورہی ہے مگر کچھ ایسا لگتا ہے کہ یہ سب بے نتیجہ اور مسلمانوں کو خوبصورت فریب دیا جارہا ہے۔

اتر پردیش میں نوجوان مسلمانوں کو کوئی بھی بہانا بنا کر انکاؤنٹر کیا جارہا ہے، مدارس و خانقاہوں کی انکوائری ہورہی ہے، اور خفیہ اداروں کو پونی نگاہ رکھنے کیلئے کہا جارہا ہے جبکہ دوسری طرف حکومت سے ملحق مدارس اسلامیہ کے صدر المدرسین کو

بلاکر تعلیمی پنچایت بھی کی جارہی ہے----- یہ سب کے سب مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر کرنے کی سازش ہے، ہم کو اس سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

عرس رضوی، امام احمد رضا کانفرنس اور سنگ بنیاد دار الحفظ وقرأت

۸۲ واں عرس اعلیٰ حضرت قدس سرہ بڑے ادب و احترام اور روحانیت کے ساتھ ۲۳، ۲۴، ۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ ۱۸، ۱۹، ۲۰ مئی ۲۰۰۱ء کو عاستانہ عالیہ پر منعقد ہوا۔ عرس شریف کی جملہ تقریبات از ہری مہمان خانہ میں انعقاد پزیر ہوئیں، جس کی صدارت جانشین حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری از ہری دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی۔ ۲۴ صفر کو شب میں آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کے زیر اہتمام مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا (مرکز نگر) متھرا پور میں امام احمد رضا کانفرنس عظیم الشان پیمانے پر منعقد ہوئی، جس میں محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مفتی قدرت اللہ رضوی، مولانا غلام عبد القادر علوی، مولانا عبد الرازق جبلپوری، مفتی معراج القادری، مولانا محمد فاروق رضوی، مولانا تطہیر احمد رضوی نے تقریریں فرمائیں۔ مناظر حسین بدایونی، مہتاب بھدوئی، فاروق مدناپوری، الیاس فیضی، ترنم دہلوی نے اپنے کلام پیش کئے، اور نظامت کے فرائض مولانا مبارک حسین مصباحی نے انجام دیئے۔

ا بجکر ۴۰ منٹ پر حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا قل شریف ہوا بعدہ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند و محدث کبیر نے مشترکہ طور پر ختم بخاری شریف کرایا اور طلبہ کی دستار بندی کی، جس میں حضرت کے صاحبزادے گرامی قدر مولانا عسجد رضا خاں قادری (سکریٹری امام احمد رضا ٹرسٹ) اور صاحبزادۂ امین شریعت مولانا سلمان رضا خاں قابل ذکر ہیں۔ کانفرنس کا پروگرام رات بھر چلتا رہا صبح صادق سے قبل حضرت کی دعاء اور صلاۃ والسلام پر اختتام پزیر ہوا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے حضرت سے سلسلۂ قادریہ کی بیعت لی۔ ۱۲ ربیع الاول شریف ۵ رجون شام پانچ بجے مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا میں دار الحفظ والقرأت کی بلڈنگ کا سنگ بنیاد حضرت اور علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھا، اسی دن صبح سے دوپہر تک حضرت کے دولت کدہ پر محفل میلاد پاک منعقد ہوئی جس میں علامہ بہاء المصطفیٰ امجدی، مفتی مظفر حسین رضوی، مولانا امین القادری، مولانا علی احمد سیوانی اور مولانا عبد الوحید خاں رضوی مع ہمنواؤں نے میلاد شریف میں نعت ومنقبت اور تقریریں فرمائیں بعدہ از ہری مہمان خانہ میں لوگوں نے لنگر عام سے فیض حاصل کیا۔ لوگوں کو لے جانے اور لانے کیلئے سٹی ریلوے اسٹیشن نزد منصوری مسافر خانہ سے بسوں کا انتظام کیا گیا تھا اور جماعت رضائے مصطفیٰ یوتھ نے زائرین کی رہنمائی اور سہولیات کیلئے جنکشن اور سٹی پر اپنے کیمپ لگا رکھے تھے۔

ضیاء قرآن

جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں کا ایمان نہیں رکھتے (۱) اور وہی جھوٹے ہیں جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو (۲) سوا اسکے جو مجبور کیا جائے اور اسکا دل ایمان پر جما ہوا ہو (۳) ہاں وہ جو دل کھول کر (۴) کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے۔ اور ان کو بڑا عذاب ہے۔ یہ اسلئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے پیاری جانی (۵) اور اسلئے کہ اللہ (ایسے) کافروں کو راہ نہیں دیتا یہ ہیں وہ جنکے دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے (۶) اور وہی غفلت میں پڑے ہیں (۷) آپ ہی ہوا کہ آخرت میں وہی خراب ہیں (۸) پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جنہوں نے اپنے گھر چھوڑے (۹) بعد اسکے کہ ستائے گئے (۱۰) پھر انہوں نے (۱۱) جہاد کیا اور صابر رہے بیشک تمہارا رب اسکے بعد ضرور بخشنے والا ہے۔

(سورۃ النحل پ۱۴ آیت ۱۰۵ تا ۱۱۰)

(۱) یعنی جھوٹ بولنا اور افتراء کرنا بے ایمانوں ہی کا کام ہے۔ **مسئلہ** اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ کبیرہ گناہوں میں بدترین گناہ ہے (۲) اس پر اللہ کا غضب ہے (۳) وہ مغضوب نہیں **شانِ نزول** یہ آیت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی انہیں اور انکے والد یاسر اور انکی والدہ سمیہ اور صہیب اور بلال اور خباب اور سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پکڑ کر کفار نے سخت سے سخت ایذائیں دیں تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں لیکن یہ حضرات نہ پھرے تو کفار نے حضرت عمار کے والدین کو بہت بے رحمیوں سے قتل کیا اور عمار ضعیف تھے بھاگ نہیں سکتے تھے انہوں نے مجبور ہو کر جب دیکھا کہ جان پر بن گئی تو بادل ناخواستہ کلمۂ کفر کا تلفظ کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ عمار کافر ہو گئے فرمایا ہرگز نہیں عمار سر پاؤں تک ایمان سے پُر ہیں اور اسکے گوشت اور خون میں ذوقِ ایمانی سرایت کر گیا ہے پھر حضرت عمار روتے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا کیا ہوا عمار نے عرض کیا اے خدا کے رسول بہت ہی بُرا ہوا اور بہت ہی برے کلمے میری زبان پر جاری ہوئے ارشاد فرمایا اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا عرض کیا دل ایمان پر خوب جما ہوا تھا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شفقت و رحمت فرمائی اور فرمایا کہ اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہیئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خازن) **مسئلہ** آیت سے معلوم ہوا کہ حالت اکراہ میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمہ کفر کا اجرا جائز ہے جبکہ آدمی کو اپنے جان یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خوف ہو **مسئلہ** اگر اس حالت میں بھی صبر کرے اور قتل کر ڈالا جائے تو وہ ماجور اور شہید ہوگا جیسا کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کیا اور وہ سولی پر چڑھا کر شہید کر ڈالے گئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سید الشہداء فرمایا **مسئلہ** جس شخص کو مجبور کیا جائے اگر اسکا دل ایمان پر جما ہوا نہ ہو وہ کلمۂ کفر زبان پر لانے سے کافر ہو جائیگا **مسئلہ** اگر کوئی شخص بغیر مجبوری کے تمسخر یا جہل سے کلمۂ کفر زبان پر جاری کرے کافر ہو جائیگا (تفسیر احمدی) (۴) رضامندی اور اعتقاد کے ساتھ (۵) اور جب یہ دنیا ارتداد پر اقدام کرنے کا سبب ہے (۶) نہ وہ تدبر کرتے ہیں نہ مواعظ و نصائح پر کان رکھتے ہیں نہ طریق رشد و صواب کو دیکھتے ہیں (۷) کہ اپنی عاقبت و انجام کار کو نہیں سوچتے (۸) کہ ان کے لئے دائمی عذاب ہے (۹) اور مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت کی (۱۰) کفار نے ان پر سختیاں کیں اور انہیں کفر پر مجبور کیا۔ (۱۱) ہجرت کے بعد۔

(کنز الایمان مع خزائن العرفان)

......☆......

بہار حدیث

وضو کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنو اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلو وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بروسکم وارجلکم الی الکعبین یعنی اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور وضو نہ ہو تو اپنے منھ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھو اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فضائل وضو میں چند احادیث ذکر کی جائیں پھر اسکے متعلق احکام فقہ کا بیان ہو حدیث نمبر ۱:- امام بخاری و امام مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ منھ اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہونگے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے حدیث نمبر ۲:- صحیح مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جس سے سبب اللہ تعالیٰ خطائے محو فرمادے اور درجات بلند کرے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا جس وقت وضو ناگوار ہوتا ہے اس وقت وضوئے کامل کرنا اور مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار اس کا ثواب ایسا ہے جیسا کفار کی سرحد پر حمایت بلاد اسلام کیلئے گھوڑا باندھنے کا حدیث نمبر ۳:- امام مالک و نسائی عبداللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمان بندا جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منھ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈالکر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب منھ دھویا تو اسکے چہرے کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخونوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخونوں سے پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز مزید برآں حدیث نمبر ۴:- بزار نے باسناد حسن روایت کی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام حمران سے وضو کیلئے پانی مانگا اور سردی کی رات میں باہر جانا چاہتے تھے حمران کہتے ہیں میں پانی لایا انہوں نے منھ ہاتھ دھوئے تو میں نے کہا اللہ آپ کو کفایت کرے رات تو بہت ٹھنڈی ہے اس پر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو بندا وضوئے کامل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے حدیث نمبر ۵:- طبرانی نے اوسط میں حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو سخت سردی میں کامل وضو کرے اسکے لئے دونا ثواب ہے۔ حدیث نمبر ۶:- امام احمد بن حنبل نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور ﷺ نے فرمایا جو ایک ایک بار وضو کرے تو یہ ضرورت بات ہے اور جو دو دو بار کرے اس کو دونا ثواب اور جو تین تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وضو ہے۔ حدیث نمبر ۷:- صحیح مسلم عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو مسلمان وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر کھڑا ہو اور باطن و ظاہر سے متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اسکے لئے جنت واجب ہوتی ہے۔

تجلیات نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت

کلام الٰہی میں شمس وضحےٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں ہے راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم
ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقات کی قسم
ترا مسندِ ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے رُوحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
یہی عرض ہے خالق ارض وسما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم
تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف وعطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوہ پاکِ رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم
مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم
یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضؔا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخی مطبع رضا کی قسم

استاذ زمن

تصورلطف دیتا ہے دہانِ پاک سرور کا
بھرا آتا ہے پانی میرے مونہہ میں حوضِ کوثر کا
جو کچھ بھی وصف ہوا ان کے جمالِ ذرہ پرور کا
مرے دیوان کا مطلع ہو مطلع مہرِ محشر کا
مجھے بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا
لئے جاؤں گا چھوٹا سا کوئی ذرہ ترے در کا
جو اک گوشہ چمک جائے تمہارے ذرہ ٔدر کا
ابھی مونہہ دیکھتا رہ جائے آئینہ سکندر کا
اگر جلوہ نظر آجائے کفِ پائے منور کا
ذرا سا مونہہ نکل آئے ابھی خورشید محشر کا
اگر دم بھر تصور کیجئے شانِ پیمبر کا
زباں پر شور ہو بے ساخت اللہ اکبر کا
اُجالا طور کا دیکھیں جمالِ جانفزا دیکھیں
کلیم آکر اٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے در کا
دو عالم مہماں تو میزباں خوانِ کرم جاری
ادھر بھی کوئی ٹکڑا میں بھی کتا ہوں ترے در کا
نہ گھر بیٹھے ملے جو ہر صفا و خاکساری کے
مرید ذرۂ طیبہ ہے آئینہ سکندر کا
سہارا کچھ نہ کچھ رکھتا ہے ہر فردِ بشر اپنا
کسی کو نیک کاموں کا حسؔن کو اپنے یا در کا

باب الاستفتاء

جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی

علمائے دین ومفتیان شرع متین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ اس مسئلہ کا جواب تشفی بخش عطا فرمائیں نوازش ہوگی۔

(۱) جب سے نس بندی کرانے کی وبا پھیلی تب سے لیکر آج تک نہ جانے کتنے مسلمان یا تو خود نس بندی کرالئے یا اپنی بیوی کا آپریشن کروادیا۔

(۲) اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نسبندی تو نہیں کروایا اور نہ ہی بیوی کو آپریشن کروایا مگر ایک دوا ہے جو ٹیبلیٹ کی شکل میں ہے وہ دوا عورت کو کھلا دینے سے بچہ کی پیدائش بند ہو جاتی ہے۔

اب دونوں حرکتوں میں سے کوئی بھی ایک حرکت اگر کوئی مسلمان کرے تو اس کو حج کرنا کیسا ہے اور اگر مرجائے تو جنازے کی نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ صحیح جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی محمد ابراهیم

ذکریا میمن بھنڈار بڑا مراٹھی اسکول کے بازو میں مقام وپوسٹ بوشر

پال گھر ضلع دھاڑ مہاراشٹر

الجواب :- نسبندی شرعاً حرام بدکام بدانجام ہے اور گولی ناجائز نہیں۔ نسبندی کے بابت ہمارا مطبوعہ فتویٰ ملاحظہ ہو جو ہمراہ مرسل ہے۔ نسبندی کا مرتکب گناہ گار ہے اس پر توبہ لازم ہے مگر اس کا حج صحیح ہوگا اور نماز جنازہ پڑھی جائیگی کہ نسبندی خواہ کسی گناہ کے ارتکاب سے مسلمان صحیح العقیدہ کافر نہیں ہوتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۸ رمحرم الحرام ۱۴۰۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں سائل موضع بھٹی جرولی سلطان پورا ودھ کا باشندہ ہے مورخہ ۲۲-۱۲-۸۲ کو ایک گاؤں ابل پور میں بحیثیت مدرس مکتبہ اسلامیہ مقرر ہوا۔ دوران تدریس مذکورہ گاؤں کے ایک صاحب (محمد عمر خاں) سے متعارف ہوا انہوں نے سائل کو بتلایا کہ میں تیغیہ سلسلہ کا خلیفہ ہوں۔

ایک اور سائل سے گاؤں والوں نے مذکورہ پیر صاحب کی بابت بتلایا کہ ان کا فعل اچھا نہیں ہے سائل نے ان سے پرہیز کرنے کی نصیحت کی جس سے پیر صاحب سائل سے بدظن ہو گئے۔

ایک دن پیر صاحب نے نماز پڑھاتے ہوئے رونا شروع کیا ختم نماز پر سائل نے پیر صاحب سے کہا کہ اس طرح نماز کے اندر رونا منع ہے اور بہار شریعت کا حوالہ دیا۔ اسی طرح ایک دن شب برأت کے مسائل پر گفتگو ہوئی تو سائل بتلایا کہ جس طرح ہم لوگ حلوہ پکا کر کھا کے سو جاتے ہیں شارع سے کوئی جواز نہیں بلکہ یہ مروجہ طریقہ بدعت حسنہ ہے اس شب عبادت کرنا چاہیئے یہ بھی پیر صاحب کو برا لگا اس دن سے بدعت بدعت ہر طرف شور کرنے لگے۔ اس

طرح ایک دن حضرت جعفر کے کونڈے کا تذکرہ چلا سائل نے بتایا کہ جو طریقہ آپ لوگوں نے اپنایا ہے ٹھیک نہیں اور نہ شریعت کا اپنا جواز ہی ہے وہ یہ کہ جس قدر کھانا ہو چولہے ہی کے پاس بیٹھ کر کھالے اور میٹھی ٹکیہ اور کھیر ہی ہو اس پر پیر صاحب آگ بگولہ ہوئے ۔اسی طرح ایک دن فاتحہ کے بارے میں گفتگو چلی تو سائل نے کہا کہ کھانا سامنے رکھنا یا فاتحہ کے انتظار میں خود کو بھوکا رکھنا ضروری نہیں ہے اس پر پیر صاحب خفا ہوئے اسی طرح ایک دن مزار پر چادر چڑھانے کا ذکر ہوا تو سائل نے بتایا کہ مولانا نظامی الہ آبادی نے اپنی کتاب خون کے آنسوں میں لکھا ہے کہ چادر صرف عظمت اولیاء کیلئے مزاروں پر ڈالی جاتی ہے۔فی الحال اسے اب لوگ زیادہ اہمیت دے رہے ہیں اور مجاوروں نے اپنا پیشہ بنالیا ہے اس پر بھی انہیں برا لگا اسی طرح ایک دن پیر صاحب کو نماز میں سورہ فاتحہ کی آیتوں کو صحیح نہ ادا کرنے پر اور وقت بے وقت سے نماز ادا کرنے پر سائل نے کہا یہ بھی انہیں برا لگا۔اسی طرح بہت سے سائلوں کو جھاڑ پھونک بھوت پری جنات وغیرہ کا دھوکہ دیکر اپنی بزرگی جتاتے ہیں اس پر بھی سائل نے مطلع کیا۔مگر کچھ اثر نہ ہوا۔اسی طرح ایک دن کلمہ شریف کی بھی بات آگئی تو سائل نے بتایا کہ مولنا ارشد القادری صاحب نے ماہنامہ جام نور کلکتہ میں لکھا ہے کہ کسی سائل نے قاری طیب سے سوال کیا جس کا ساتھ کلمہ شریف پڑھا جا رہا ہے اس ترکیب کے ساتھ قرآن مقدس کے اندر نہیں پایا جاتا تو کیا اسی طرح سے مقصد کی ظاہری زندگی میں پڑھا جاتا رہا یا کہ اور متن علماء سلف صالحین نے اس طرح رائج کیا جس پر مولانا ارشد القادری نے لکھا ہے کہ ایسا عقیدہ دونوں فرقوں (جماعت اسلامی و دیوبندی) کا ہے یہ کہ لا الہ الا اللہ اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو ملا کر پڑھنا بدعت حسنہ ہے۔اسی کو سائل نے پیر جی سے ایک دن دوران گفتگو بتلائی جس پر پیر جی نے سائل کے خلاف یہ افترا باندھنا شروع کیا کہ یہ کلمہ شریف بدعت بدعت کہتے ہیں حالانکہ سائل علماء احناف ہی کے مسلک پر چلتا ہے اور اسی کو ترجیح بھی مسلکوں پر دیتا ہے۔نہ کہ اعتراض کے طور پر کہا جیسا کہ پیر جی سائل کے خلاف فتویٰ طلب کر رہے ہیں ویسے پیر جی کو جو سائل نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر تحریر دی ہے اسے علماء کے سامنے انہوں نے پیش نہیں کیا دیگر گاؤں مذکورہ سے ملا ہوا موضع رسول آباد کے ایک بزرگ کا مزار ہے جن کا نام معین الدین چشتی ہے اس نام سے عرس کے موقع پر ایک پوسٹر شائع ہوا جس میں صاحب مزار کی تعریف علماء کرام نے جس انداز سے کی ہے اسے بھی پیر صاحب برداشت نہ کر سکے بلکہ برا بھلا کہہ کر پوسٹر کو چیر پھاڑ ڈالے دوسرے یہ کہ ایک دن سائل سے نماز عیدین کے مسائل پر گفتگو ہوئی تو سائل نے بتایا کہ علماء احناف منع فرماتے ہیں کہ اس مسجد میں جس میں نماز پنجگانہ ادا کی جاتی ہو نماز عیدین پڑھنا مکروہ ہے اور نماز جمعہ بھی جہاں جواز شارع نہ پایا جاوے اس پر بھی پیر جی چیخے چلائے یہ ہیں عقائد سائل اور پیر جی کے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ سائل نے جن جن سوالوں کے جوابات پیر جی کو دئے ہیں۔وہ صحیح ہیں یا غلط اسی طرح کے سوالات و جوابات پر سائل کو کیا توبہ و استغفار کرنا لازم آتا ہے پیر صاحب مذکورہ کو کیا انکی پیری مریدی یا امامت نماز جائز ہے۔مفصل ومدلل جوابات سے نوازیں۔

المستفتی (مولوی) محمد حنیف خاں حبیبی

گرام بھٹی جرولی سلطان پور اودھ

الجواب:- نیاز و فاتحہ اور اولیائے کرام کے مزارات پر چادر

ڈالنا اور کلمہ شریف کا ورد بہیئت مروجہ معمولات اہل سنت ہیں جنکی ممانعت پر شرع مطہر سے اصلا دلیل نہیں بلکہ ان کے جواز و استحسان پر دلیل ہے اور ان امور میں سنیوں پر طعن ممنوع وحرام بلکہ گمراہی و بیدینی ہے کہ قرآن کریم نے اسے صاف مسلمانوں سے الگ راہ چلنا بتاتا ہے قال اللہ تعالیٰ ومن یشاقق اللہ والرسول من بعد ماتبین لہ الھدی یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم وساءت مصیراً آیت کریمہ سے صاف ظاہر کہ مسلمانوں کا تعامل حجت ہے اور اس کی ممانعت اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی دشمنی اور مسلمانوں کی راہ سے ہٹنا ہے جس پر آدمی کو یہ وعید ہے کہ ہم سے آخرت میں اسی گمراہی کے سپرد کردیں گے جو اس نے اختیار کی اور جہنم میں پہنچا دیں گے اور وہ کتنا برا ٹھکانہ ہے خازن میں ہے (نولہ ماتولی) نکلہ فی الآخرۃ الی ماتولی فی الدنیاء ونترکہ وما اختیار لنفسہ اسی میں ہے لا ان اتباع غیر سبیل المؤمنین وھومفارقۃ الجماعۃ حرام فوجب ان یکون اتباع سبیل المومنین اجماع الامۃ حجۃ اھ مدراك میں ھے ویتبع غیر سبیل المومنین) ھودلیل علی ان الاجماع حجۃ لا تجوز محالفتھا کما لا تجوز مخالفۃ الکتاب والسنۃ لأن اللہ تعالیٰ جمع بین اتباع غیر سبیل المومنین وبین مشاقۃ الرسول فی الشرط الی فکان اتباعھم واجب کمولاۃ الرسول اور اس میں شک نہیں کہ ان امور کے استحسان پر تمام اہل سنت کا اتفاقاً اور بلا نکیر اس پر تعامل دیار وامصار میں ازمنہ طویلہ سے چلا آتا ہے اور شرع مطہر سے اصلا ان کی ممانعت نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان تو انہیں جائز ومستحسن جاننا واجب اور بے دلیل شرعی محض زور زبان سے ناجائز وحرام بتانا خود حرام وبدکام گمراہی و بے دینی انجام کہ مخالفت خدا و رسول جلاوعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلکہ ان کی تکذیب ہے حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام مارآہ المسلون حسنا فھو عند اللہ حسن جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے یہاں بھی اچھا ہے اور فرماتے ہیں علیہ السلام لا تجتمع امتی علی الضلالۃ میری امت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی تو ان امور میں سنیوں پر گمراہی کی تہمت خدا اور رسول کی تکذیب اور خود بیدین بننا ہے البتہ یہ اعتقاد کہ چولھے ہی کے پاس بیٹھ کر کھانا ضرور ہے ممنوع ہے جس کا یہ عقیدہ ہو اسے اس سے رجوع لازم ہے اور نماز میں رونا مطلقاً ممنوع نہیں بلکہ اس میں تفصیل ہے جو کتاب مذکور میں مسطور ہے فلیراجع اور عیدین کے متعلق سائل نے جو مسئلہ بتایا وہ بھی غلط ہے سائل پر اپنے خیالات سے توبہ فرض ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۸ محرم ۱۴۰۳ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) میرے موضع میں ایک شخص اپنے پتو (یعنی اپنے لڑکے کی بیوی) کے ساتھ زنا کیا اس کو حمل رہ گیا۔ اس پر کیا فتویٰ ہے۔

(۲) وہ عورت اس کے گھر میں ہے اب وہ کس کی بیوی بن کر رہے۔

(۳) اس عورت کا نکاح جس کے ساتھ ہوا تھا وہ نکاح رہا یا کہ ختم ہو گیا۔

(۴) اگر نکاح ختم ہو جاتا ہے تو اس کے سسر نے اس کے ساتھ غلط کیا

ہے اس کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے یا کہ نہیں؟

(۵) جس لڑکے کے ساتھ نکاح ہوا تھا وہ لڑکا رکھنا چاہے تو وہ دوبارہ نکاح کر کے رکھے یا پہلے ہی نکاح پر اپنی بیوی بنا کر رکھے۔

(۶) ان سب سوالات پر کیا علماء کرام کا فتویٰ ہے جس شخص (یعنی اپنے کے سسر) نے جو غلط کیا اسکی کیا سزا ہو یا اسکی عورت کی کیا سزا شرعاً کی جائے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی ملازم میاں مقام و پوسٹ پاڑا ایوری
ضلع گوپال گنج (بہار)

الجواب:- خسر سخت گناہ گار مستحق عذاب نار ہے اور بہو بھی جبکہ اس کے فعل بد سے راضی ہو دونوں پر توبہ و استغفار فرض ہے اور عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کیلئے حرام ہوگئی اور اس کے باپ پر پہلے ہی حرام تھی لہٰذا عورت کا نکاح اسکے خسر سے ناجائز شوہر پر فرض ہے کہ اس سے متارکہ کرے یعنی یوں کہے کہ میں اس سے جدا ہوا اور اگر شوہر نہ کہے تو عورت ہی کہہ دے کہ میں اس سے جدا ہوئی بعد متارکہ جب عدت گزر جائے گی تو دوسرے سے نکاح حلال ہوگا درمختار میں ہے **حرم بالصهرية ايضا اصل مزنتة و ممسوسة الى وفرو عهن مطلقا** اسی میں ہے **وبحرمة المصاهرة لاير تفع النكاح اصلاحتى لا يحل لها التزوج باخرالا بعد المتاركة وانقضاء العدة** واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ
صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
۲۸ر محرم ۱۴۰۳ھ
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کٹی کنویاں کے کلن کی ایک لڑکی کی شادی محمد حسین ساکن محلہ ملوک پور کسگران سے ہوئی تھی بوقت نکاح یہ بات لڑکی والوں نے اٹھائی کہ لڑکی کے نام ایک مکان ہونا چاہئے جو کہ آپ کو لکھنا ہوگا اس پر محمد حسین کے بڑے بھائی تصور حسین نے ایک اپنا حصہ اور ایک حصہ محمد حسین کا نام میں لکھ دیا جبکہ پورا مکان والدہ کے نام میں تھا اور والدہ صاحبہ اور والد صاحب اس وقت حیات تھے ایسی صورت میں جو محمد حسین کے بھائی نے حصے نام میں لکھے ہیں جائز ہیں شادی کے کچھ عرصے بعد محمد حسین اور انکی بیوی پاکستان چلے گئے اور سارا جہیز کا سامان اور زیورات بھی اپنے ساتھ لے گئے پاکستان پہونچنے کے بعد محمد حسین کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا اور محمد حسین اکیلے واپس بریلی چلے آئے محمد حسین نے ابھی تک طلاق بھی نہیں دی ہے جبکہ انکی بیوی کو پاکستان گئے ہوئے تقریباً ۲۴ رسال ہو چکے ہیں شریعت شریف کے حکم سے آگاہ فرمانے کی زحمت فرمائیں عین نوازش ہوگی
فقط والسلام

عاشق حسین ولد منا حلوائی مرحوم
ساکن ملوکپور کسگران بریلی

الجواب:- والدہ نے اگر تصور حسین کے فعل مذکور کو جائز کر دیا ہو اور دونوں تو بیٹیوں کو اس زمین پر خوشی سے قابض و دخیل و متصرف کر دیا ہو تو وہ مکان ان دونوں کی ملک ہے اور اگر والدہ نے ان دونوں کو قبضہ نہ دلایا تو وہ مکان انکی ملک نہ ہوا بلکہ شامل ترکہ ہوگا اور اور ورثا اس میں حقدار ہوں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ
یکم صفر ۱۴۰۳ھ

رویت ھلال اور عوام وخواص کی ذمہ داریاں

از: افادات حضرت جانشین حضور مفتی اعظم ہند وفتاوی رضویہ

مرکز اہل سنت ''بریلی شریف'' سے اسلامیان ہند کی ہمیشہ ہر مسئلے اور ہر گام پر صحیح رہنمائی اور انکے ایمان وایقان کا تحفظ کیا گیا ہے اور یہ فوقیت تیرہویں صدی ہجری سے لیکر اب تک خانوادہ اعلیحضرت کو حاصل رہی ہے۔ مجاہد جنگ آزادی حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں قادری بریلوی، امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت العلام مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفے رضا خاں قادری بریلوی قدست اسرارہم نے یکے بعد دیگرے اپنے دور میں افتاء وقضا کے ذریعہ مسلمانوں کی صحت مند رہنمائی کا اہم فریضہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا۔

حضور مفتی اعظم ہند کے بعد تاج الشریعہ بدالطریقۃ فضیلۃ الشیخ حضرۃ العلام مفتی محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی (متعنا اللہ بطول حیاتہ) انکے حقیقی جانشین اور افتاء وقضاء کے امین ہیں۔ خود حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی حیات طیبہ میں ہی افتاء وقضاء اور امامت جیسی اہم ذمہ داریاں حضور تاج الشریعہ کو سونپ دی تھیں اور بحمدہ تعالیٰ عرصہ دراز سے آپ ان اہم ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ انھیں ذمہ داریوں میں سے ایک ''رویت ہلال'' کا حکم اور نفاذ کرنا ہے۔

گزشتہ ۲۹ر رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶ر دسمبر ۲۰۰۰ء بروز منگل عید الفطر کے موقع پر ''رویت ہلال'' کے تعلق سے چند غیر ذمہ دار حضرات نے یہ غوغا کیا کہ رمضان کا مہینہ ۲۹ر کا نہیں ۳۰ر کا تھا اور یہ کہ ہلال عید ۲۶ر دسمبر کو نہیں بلکہ ۲۷ر دسمبر بدھ کو ہوا لہذا قاضی شرع حضور تاج الشریعہ کا ۲۶ر دسمبر منگل کو ہلال عید کی رؤیت کا حکم درست نہیں یا انھوں نے دباؤ میں آ کر حکم کیا وغیرہ وغیرہ۔ بہر حال مسلمانوں کی اکثریت نے حضور تاج الشریعہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ۲۷ر دسمبر بروز بدھ نماز عید پڑھی لیکن وہابیوں، دیوبندیوں اور شیعوں نے دوسرے دن یعنی ۲۸ر دسمبر جمعرات کو عید منائی۔ ہمیں ان بدمذہبوں کے عید منانے یا نہ منانے یا قاضی شرع کے حکم پر عمل کرنے یا نہ کرنے سے کوئی غرض نہیں بلکہ مسلمانان اہل سنت میں اضطراب و بے چینی کا باعث یہ امر ہے کہ چند نا سمجھ سنیوں نے بھی ان غیر ذمہ دار حضرات کی باتوں میں آ کر ان بدمذہبوں کے ساتھ دوسرے دن عید منائی اور شرعی مسرت وشادمانی کے دن روزہ رکھ کر مرتکب حرام واثام ہوئے (جبکہ عید کے دن روزہ رکھنا سخت حرام اور کفران نعمت ہے) حالانکہ قاضی شرع نے جملہ شرائط شرعیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے شرعی گواہوں کی ایک ''جماعت'' کی شرعی شہادت لینے کے بعد ''رویت ہلال'' کا حکم فرمایا تھا اور یقیناً ایک فرض شناس قاضی کا یہی فرض ہے۔ یہ فاسد اختراعات واعتراضات محض جنون ہمہ دانی کا نتیجہ اور کچھ عوام کی شرعی مسئلوں سے عدم واقفیت کا ثمرہ ہے۔ ایسے حالات میں اگر عوام وخواص کو انکی اپنی اپنی ذمہ داریاں یاد دلا دی جائیں تو معاملے کی نزاکت وسنگینی کا تدارک کچھ حد تک ممکن ہے۔

عوام وخواص کی ذمہ داریاں :- ☆۲۹ رشعبان المعظم کو غروب آفتاب کے بعد "ہلال رمضان" کی تلاش فرض کفایہ (یعنی اگر تمام لوگوں نے چھوڑ دیا تو سب گنہگار ہوئے اور اگر بعض نے تلاش کرلیا تو سب بری الذمہ ہوگئے) ہے ☆یونہی ۲۹ ررمضان المبارک کو "ہلال شوال" کی تلاش بھی فرض کفایہ ہے۔ ☆۲۹ رذیقعدہ کو "ہلال ذی الحجۃ" اور ۲۹ ررجب المرجب کو "ہلال شعبان" کی تلاش بھی ضروری نیز ۲۹ رشوال المکرم کو "ہلال ذیقعدہ" کی تلاش بھی لازم ہے۔

چاند دیکھنے والے پر مطلقا اور مستور پر رمضان میں اور فاسق پر جب وہ سمجھے کہ قاضی شرع میری گواہی مان لیگا واجب ہے کہ رمضان وعید الفطر میں اسی شب اور ذی الحجہ میں آٹھویں تاریخ تک قاضی شرع کے حضور حاضر ہو کر "رویت ہلال" پر گواہی دے۔ یہاں تک کہ زن پردہ نشین نکلے اگر چہ شوہر اذن نہ دے اگر وہ سمجھے کہ ثبوت رویت مجھ ہی پر موقوف ہے ورنہ یہ نکلنا جائز نہ ہوگا۔ رویت ہلال کے بعد جو شخص ادائے شھادت میں بلا وجہ شرعی تاخیر کرے پھر کہے کہ میں نے چاند دیکھا تھا تو اس کی شھادت مردود ہوگی ۔ جب چاند پر نظر پڑے اور دیکھنے والے کی گواہی کفایت نہ کرتی ہو تو فوراً جہاں تک ممکن ہو ایسے مسلمانوں کو دکھادے جنکی گواہی کافی ہو ویسے عام مسلمانوں کو بھی دکھا دینا چاہئے کہ کثرت بہر حال بہتر ہے۔ اور چاہئے کہ چاند دیکھنے والے تمامی لوگ قاضی شرع کے حضور حاضر ہوں۔

عام طور پر یہ رواج ہوگیا ہے کہ احکام شرع سے بے خبر لوگ رویت کی اڑتی ہوئی خبروں کو اپنے طور پر صحیح و درست قرار دے کر پٹاخا بازی شروع کردیتے ہیں جو ناجائز وحرام اور عامہ مسلمین کے ساتھ دھوکہ بازی وفتنہ سازی کے مترادف ہے۔ ہاں! ثبوت شرعی کے بعد جب قاضی شرع "رویت ہلال" کا حکم کردے تو یہ فعل مستحسن ہوگا۔ لہذا جس شام احتمال "رویت ہلال" ہو جبتک قاضی شرع کا حکم نہ ہو کسی بھی وجہ سے بندوق سے فائیر یا پٹاخا بازی اپنے دنیوی کاموں میں بھی نہ کریں۔

ہلال کے بڑے یا چھوٹے اور اونچے یا نیچے ہونیکا بھی کچھ اعتبار نہیں نہ اسکے دیر تک ٹھہرنے پر ادنی التفات یعنی اگر چاند بڑا نظر آئے تو اس سے ہرگز ہرگز یہ نہ سمجھا جائے کہ دوسری تاریخ کا چاند ہے بلکہ وہ شرعاً پہلی ہی تاریخ کا مانا جائے گا اگر چہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو؟ (فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۵۷۷ ملخصاً ومعناً) حدیث پاک میں ہے کہ "قرب قیامت کے آثار میں سے ہے کہ پہلی کا چاند پھولا ہو نظر آئے گا اور دیکھنے والے کو ہلال بالکل سامنے نظر آئیگا جس سے لوگ یہ سمجھیں گے کہ دوسری تاریخ کا چاند ہے۔

طبرانی نے "معجم کبیر" میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اقتراب الساعۃ انتفاخ الاھلۃ یعنی قرب قیامت کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ "ہلال" بڑے نظر آئیں گے۔ نیز "معجم اوسط" میں حضرت انس ابن مالک سے مروی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اقتراب الساعۃ ان یری الھلال قبلا فیقال ھو للیلتین یعنی قرب قیامت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ "ہلال" سامنے نظر آئیگا دیکھنے والا کہے گا یہ دو رات کا ہے۔ (بحوالہ فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۵۷۸)

مذکورہ بالا احادیث سے یہ امر بالکل واضح ہوگیا کہ چاند کے بڑے چھوٹے اور موٹے یا باریک ہونے کا شریعت میں کچھ اعتبار نہیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں کہ پہلی کا چاند

باریک اور دوسری کا موٹا ہی ہوگا کبھی پہلی کا موٹا اور دوسری کا باریک بھی ہوسکتا ہے اور کبھی پہلی کا چاند دیرپا اور دوسری کا بہت جلد غروب بھی ہوسکتا ہے اور کبھی اس کے برعکس بھی ممکن ہے۔ جیسا کہ اس سال ۲۹ر رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ ۲۶ر دسمبر ۲۰۰۰ء بروز منگل ہوا۔ یکم شوال کا چاند دیکھنے والوں کو تھوڑی دیر کے لئے نظر آیا اور جلد ہی اوجھل ہوگیا پھر دوسرے دن باریک نظر آیا اور دیر تک رہا جس پر بعض لوگوں نے یہ غوغا کیا کہ یہ چاند آج کا ہے اور کل بروز منگل (۲۶ر دسمبر) چاند ہوا ہی نہیں۔ یہ شاہدان عدول کی سراسر تکذیب اور ہوائے نفس کی اتباع نیز حکم شرع سے روگردانی ہے جبکہ عام ذہنوں میں یہ بات بس چکی ہے کہ ''دوسری کا چاند دیر تک ٹھہرتا ہے'' یہاں اگر ہم اس عوامی تخیل کی بھی رعایت کریں تو بھی ان کے پاس منگل کی شب چاند دیکھنے والوں کو جھٹلانے کی کوئی شرعی وجہ نہیں بلکہ ان کے طور پر دوسرے دن چاند کا دیر تک ٹھہرنا اس امر کا قرینہ ہے کہ حسب شھادت شرعیہ یکم ''شوال المکرم'' ۲۶ر دسمبر منگل ہی کو ہوئی۔ اور بعد میں بھی شہر و بیرون شہر منگل کی شب چاند دیکھنے والوں سے متعلق اطلاعات ملتی رہیں۔

بہت سے لوگ چاند کو بڑا دیکھ کر یہ کہنے لگتے ہیں کہ ''یہ چاند کل کا ہے یا آج ۲۹ر نہ تھی ۳۰ر تھی کہ ۲۹ر کا چاند اتنا بڑا نہیں ہوتا'' یہ انکی محض خام خیالی ہے۔ شرعی معاملات جو اوپر گزر چکے ان میں ان قیاسی باتوں کا کچھ دخل نہیں۔ ''صحیح مسلم شریف'' جلد اول ص ۳۴۸ر پر حضرت ابوالبختری سے مروی **قال خرجنا للعمرة فنزلنا ببطن نخلة قال تراء ینا الھلال فقال بعض القوم ھو ابن ثلاث وقال بعض القوم ھو ابن لیلتین قال فلقینا ابن عباس فقلنا انا راء ینا الھلال فقال بعض القوم ھو ابن ثلاث وقال بعض القوم ھو ابن لیلتین فقال ای لیلة رایتموہ قال قلنا لیلة کذا وکذا فقال ان رسول اللہ ﷺ مدہ (وفی نسخة امدہ) للرویة فھو للیلة رایتموہ** یعنی حضرت ابوالبختری فرماتے ہیں کہ ہم عمرے کو نکلے جب ہم بطن نخلہ میں پہنچے تو چاند دیکھا کسی نے کہا تین رات کا ہے کسی نے کہا دو رات کا ہے ہم نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے حال بیان کیا تو انھوں نے فرمایا تم نے کس رات چاند دیکھا ہم نے کہا فلاں رات فرمایا حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ''رویت'' پر موقوف رکھا ہے تو جس رات تم نے چاند دیکھا وہ اسی رات کا ہے۔

یہاں سے وہ لوگ سبق لیں کہ جو دہلی اور لکھنؤ کو اپنا مرکز سمجھتے ہیں اور اپنے طور پر یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ دہلی و لکھنؤ والوں کا دیکھ لینا اور وہاں سے ریڈیو ٹی وی پر اعلان ہو جانا سب کے لئے کافی ہے مذکورہ بالا حدیث سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ انکا یہ خیال محض باطل و مردود ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دارومدار چاند کی ''رویت'' پر ہے نہ کہ محض اس خبر پر کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا۔ لہذا اگر کسی شہر میں چاند دیکھا گیا تو دوسرے شہر والوں کو انکی رویت پر عمل کرنا جائز نہیں جبتک کہ شھادت شرعیہ یا استفاضہ کے ذریعہ اس رویت کا ثبوت دوسرے شہر والوں تک نہ پہنچے گواہوں کا مجرد بیان کہ فلاں شہر میں چاند ہوا یا فلاں فلاں نے چاند دیکھا یا فلاں روز سے روزہ رکھا مجرد حکایت ہے جس پر اصلا التفات شرع نہیں

قاضی شرع اور اسکی ذمہ داریاں :- اعلم علمائے بلد مرجع فتوی فی زماننا حاکم اسلام اور قاضی شرع ہے۔ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القوی ''فتاوی عتابیہ'' کے حوالے سے فرماتے ہیں

اذاخلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور موکلة الی العلماء ویلزم الامة الرجوع الیهم ویصیرون ولاة فاذا عسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائه فان کثروافالمتبع اعلمهم فان استووااقرع بینهم (حدیقۃ الندیہ جلداول ص۳۵۱)مسلمانوں پراسکی اتباع واطاعت،شرعی معاملات میں اسکی طرف مراجعت اوراسکے فتووں وفیصلوں پرعمل کرنا فرض ہے کہ قاضی شرع یا حاکم شرع کاحکم ''حجت شرعیہ'' ہے اس کے فتووں وفیصلوں کی خلاف ورزی ناجائزوحرام اورموجب شروآثام ہے۔

قاضی شرع کے حضور اگر ۲۹؍رمضان المبارک کوگوان عدول سے ہلال شوال دیکھنے کی شہادت شرعیہ گزرجائے تو قاضی پراس کے موافق حکم کرناواجب ہے کما فی البدائع واما بیان حکم الشھادۃ فحکمھا وجوب القضاعلی القاضی لان الشھادۃ عند استجماع شرائطھامظھرۃ للحق والقاضی مأمور بالقضأ بالحق قال اللہ تبارک وتعالیٰ یاداؤد انا جعلنٰک خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق وثبوت مایترتب علیھا من الاحکام (جلدسادس ص۲۸۲) گواہوں کا تزکیہ ہوجانے کے بعد اس کے موافق حکم کرناواجب ہےاوراگرتمام شرائط پائے جانے کے بعدبھی قاضی شرع گواہوں کے موافق حکم نہ کرے تو سخت گنہگاراور مستحق عزل وتعزیر ہے۔

اعلیحضرت امام احمد رضاخاں قادری بریلوی فرماتے ہیں'' قاضی شرع نے شہادت شرعیہ لیکرشعبان کامہینہ ۲۹؍کاٹھہرایااورکل بروز جمعہ رمضان کاحکم دیااب اس حساب سے شب جمعہ پندرہ کوچاندقبل غروب نکلاتو بہت سے جاہل یہ اعتراض کریں گے کہ وہ حکم غلط تھا بلکہ چاند ۳۰؍کاتھااورہفتہ کی پہلی جب تو آج چاند بیٹھکر نہ چمکا یا حاکم اسلام یا قاضی شرع نے گواہوں کی گواہی ناکافی سمجھ کرشعبان کی گنتی ۳۰؍پوری کی شنبہ سے یکم رمضان رکھا شب جمعہ میں چاند بیٹھ کرنکلاتو جاہل کہیں گے کیوں صاحب !ہفتہ کی پہلی کے حساب سے تو آج شب بدر(چودھویں کی رات)ہوئی تو چاند بیٹھ کے کیوں کرنکلا ضرور جمعہ کی پہلی تھی اورآج پندرھویں۔یہ اوراس قسم کے دیگرخیالات محض مہمل وبے ہودہ ہیں جن پراصلامداراحکام نہیں۔نہ قاضی پر لازم کہ عنداللہ جوبات نفس الامر میں ہے اس پرمطلع ہوجائے کہ یہ تکلیف مالایطاق بنے بلکہ شریعت قاضی پر یہی فرض کرتی ہے کہ دلیل شرعی سے جو ثابت ہواسی پرعمل کرے اگرچہ عنداللہ کچھ اور ہو۔خود عالم ماکان وما یکون ﷺ فرماتے ہیں انکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض فاقضی بنحو مااسمع فمن قضیت لہ من حق اخیہ شیئافلایاخذہ فانما اقطع لہ قطعۃ من نار رواہ احمد یعنی تم میرے پاس اپنے مقدمات پیش کرتے ہواورتم ایک پردوسرے سے زیادہ اپنی حجت بیان کرنے میں تیز زبان ہوتو جومیں سنوں اس پرحکم فرمادوں پس جس کے لئے میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ حکم کروں وہ اسے نہ لے کہ یہ تو آگ کاایک ٹکڑا ہے جو میں اس کیلئے قطع کرتا ہوں (فتاوی رضویہ جلد چہارم ص۵۸۰ ملخصا ومعناً)

اس حدیث سے یہ صاف معلوم ہوا کہ قاضی بعد تحقیق جوکچھ ظاہر ہوا سکے موافق حکم کردے تو وہ بری الذمہ ہوااوراسکی قضاً نافذ ہوئی ہاں مدعی وگواہان ضرورملزم ہونگے جبکہ خلاف واقعہ دعوی کریں یا شہادت دیں لہٰذا گواہان کی ذمہ داری ہے کہ شرعی گواہی جزم

واحتیاط کے ساتھ دیں اور جب انہیں رویت کا اطمنان ہو جائے تو فوراً بلاتاخیر قاضی شرع کے حضور گواہی دیں ۔خلاصۂ کلام یہ کہ ☆مدارکار رویت پر ہے ☆رویت کا ثبوت شہادت شرعیہ پر موقوف ہے (یعنی شاہدان عدول خود اپنی آنکھوں سے چاند دیکھنے کی شہادت شرعیہ دیں یا قاضی کے حکم پر شہادت شرعیہ دیں ☆استفاضہ سے بھی رویت کا ثبوت ہو جاتا ہے اور استفاضہ یہ ہے کہ کسی جگہ سے بہت سے لوگ آئیں اور سب خود چاند دکھنا بیان کریں ☆بازاری افواہ ،جنتری ،فون ،فیکس ،ٹی وی وغیرہ کا اصلا اعتبار نہیں ☆دہلی لکھنؤ یا کسی دوسرے شہر میں رویت ہو جانا دوسری جگہ کیلئے خواہ مخواہ رویت کا ثبوت نہیں بلکہ مدار کار رویت کا بطریق شرعی ثابت ہو جانے پر ہے جیسا کہ اور گزرا☆دہلی لکھنؤ یا کسی دوسرے شہر میں رویت نہ ہونا دوسری جگہ رویت ہلال کی شہادت شرعیہ کو مشکوک یا غیر مقبول نہیں کرتا لہذا ایہ اعتراض محض مہمل و بے جا ہے کہ دہلی ولکھنؤ میں رویت نہ ہوئی تو یہاں کیسے ہوگئی؟ ☆شہادت شرعیہ گزر جانے کے بعد قاضی حکم کرنے کا پابند ہے جس وقت بھی شہادت شرعیہ گزر جائے وہ حکم کرے گا اور عوام کو قاضی کے حکم پر عمل لازم ہوگا۔

قبول شہادت کے کے لئے مطابقت قواعد شرعیہ کیساتھ مطابقت قواعد عقلیہ کی قید بڑھانی مذہب معتمد کے خلاف ہے ۔رویت ہلال میں جس قدر عقلی باتیں کہ شرع مطہر نے قبول فرمائی ہیں مثلاً ۲۸ رکو چاند نہیں ہوسکتا اتنی قواعد شرعیہ میں تو آگئیں اس سے زائد جو قواعد اہل ہیئت نے دربارۂ ہلال اپنے ظنون وتخمینات سے بڑھائے ہیں شرع نے اصلاً انکی طرف التفات نہ کیا اور صاف ارشاد ہوا انا امۃ امیۃ لا نکتب ولانحسب الشھر ھکذا وھکذا وھکذا وخنس سلیمان اصبعہ فی الثالثۃ یعنی تسعا وعشرین وثلثین رواہ ابوداؤد عن ابن عمر (ص ۳۱۷) یعنی ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تین بار کھول کر فرمایا ''مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے'' تیسری دفعہ انگوٹھا بند فرمالیا یعنی ۲۹ر اور پہلی اور دوسری دفعہ ساری انگلیاں کھلی رکھیں یعنی ۳۰ر۔

مذکورہ اصول وقواعد اور دلائل وبراہین کا ''چشم حق جو'' سے بغور مطالعہ کر لینے کے بعد یہ امر اظہر من الشمس ہوگیا کہ تاج الشریعہ کا ۲۶ ردسمبر ۲۰۰۰ء کو ہلال عید کی رویت کا حکم فرمانا عین حکم شرع کے مطابق تھا تو پھر اس فیصلے میں بے جا شکوک وشبہات اور طرح طرح کے فاسد ولایعنی احتمالات نکالنا اور تاج الشریعہ کی ذات ستودہ صفات کی طرف شرائط قضاً کو نظر انداز کرتے ہوئے دباؤ آکر فیصلہ کرنے کا انتساب آپکی عظمت خداداد پر خاک اڑانے کی ایک مذموم کوشش نہیں تو اور کیا ہے؟ رب قدیر معترضین کو ہر حال میں قبول حق کی توفیق مرحمت فرمائے! آمین بجاہ سید المرسلین۔

اجمیر شریف میں عرس خواجہ غریب نواز

تمام برادران اہلسنت وعاشقان خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ حسب دستور امسال عرس مبارک یکم تا ۹ رجب مطابق ۱۹ تا ۲۷ ستمبر ۲۰۰۱ میں منعقد ہوگا۔ جن حضرات کو اجمیر شریف میں شرکت کرنا ہے یا نذر ونیاز کی رقم روانہ کرنا ہو تو مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔ سرکار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی ہمارے یہاں قیام فرماتے تھے اور آج بھی اکابر علماء کرام وخانوادۂ رضویہ کے بھی حضرات قیام فرماتے ہیں۔

سید اسد علی رضوی ،حاجی سید فرقان علی رضوی ،سید عرفان علی رضوی ،سید آصف علی رضوی ابناء الحاج مولوی سید احمد علی رضوی چشتی ،رضوی گلی درگاہ شریف اجمیر Ph.426001

مولانا نور الحسین فاروقی نقشبندی کے حالات

از:- مفتی سید شاہد علی رضوی، مہتمم الجامعۃ الاسلامیہ رامپور

ولادت -تعلیم

شیخ المحدثین حضرتِ علامہ مولانا مفتی الحاج محمد نور الحسین فاروقی گھیر کٹے باز خاں مصطفیٰ آباد رامپور شریف میں پیدا ہوئے۔آپ کا خاندان علم وفضل اور تقویٰ و پرہیز گاری میں مشہور و معروف تھا۔آپ کے والدِ ماجد شمس العلماء مولانا مفتی محمد ظہور الحسین فاروقی (۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء) اور جد امجد مولانا نیاز اللہ فاروقی قادری (م ۱۲۹۶ھ) قدس سرہما اپنے دور کے اکابر علماء میں سے تھے۔

مولانا محمد ظہور الحسین فاروقی نے تمام مروجہ علوم وفنون جیسے تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تصوف، تاریخ، سیرت، معانی، بیان، بدیع، عروض، ریاضی، منطق، فلسفہ وغیرہ اپنے والد ماجد شمس العلماء اور اپنے زمانہ کے ماہرینِ علوم وفنون علماء رامپور سے پڑھے اور تمام علومِ ظاہری وباطنی تکمیل کر کے سندِ فراغت حاصل کی۔

حافظ احمد علی خاں شوقؔ رقمطراز ہیں:-

اولادِ ذکور میں دو فرزند ہیں---- ایک مولوی نور الحسین جو تحصیل علم سے فراغ حاصل کر چکے ہیں اور بعض کتابیں بھی مکمل ہیں---- دوسرے فرزند سراج الحسین محمد احمد تحصیلِ علم میں مصروف ہیں (حافظ احمد علی خاں شوقؔ - تذکرہ کاملانِ رامپور، مطبوعہ پٹنہ، ص ۱۸۶-۱۸۷)

مولانا محمد نور الحسین فاروقی علم وفضل، زہد وتقویٰ، صبر و قناعت، توکل واستقامت میں اپنے والد شمس العلماء کے صحیح وارث اور سچے جانشین تھے۔

درس و تدریس

مولانا محمد ظہور الحسین فاروقی نے علومِ ظاہری و باطنی کی تحصیل سے فراغت کے بعد پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا۔آپ کا محبوب ترین مشغلہ درس و تدریس تھا۔ ہر فن پوری مہارت سے پڑھاتے تھے۔درسیات وفقہیات پر آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ ہر مشکل سے مشکل مسئلہ آسانی سے حل فرمادیتے۔ہم عصر علماء میں فردِ زمانہ اور یگانۂ روزگار تھے۔

والد ماجد شمس العلماء کی حیاتِ ظاہری میں ہی اپنی درسی اور فقہی صلاحیتوں میں مشہور ومعروف ہو گئے تھے۔جس زمانہ میں شمس العلماء مولانا محمد ظہور الحسین فاروقی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں صدر مدرس کے منصب جلیل کو سنبھالے ہوئے تھے، مولانا محمد نور الحسین فاروقی مدرسہ عثمانیہ کلکتہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے مسندِ تدریس پر جلوہ گر تھے (امام احمد رضا قادری الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرہ، ص ۲۷۸ مشمولہ رسائل رضویہ، ج ۱ مطبوعہ لاہور) اور تشنگانِ علومِ دینیہ کو سیراب کر رہے تھے۔

والد ماجد شمس العلماء کے منظر اسلام سے مدرسہ عالیہ رامپور چلے جانے کے بعد شیخ المحدثین مولانا مفتی محمد نور الحسین فاروقی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں صدر مدرس کے منصب جلیل پر فائز ہوئے۔ایک عرصہ تک علم وحکمت کے گوہر لٹائے اور علومِ عقلیہ ونقلیہ کی گراں قدر خدمات انجام دے کر ماہرین علوم وفنون، نامور مدرسین، مناظرین، فقہاء، خطباء اور مصنفین تلامذہ تیار کیئے۔اس دور میں بے شمار اہل علم نے آپ سے فیض حاصل کیا

(مولانا محمد نورالحسین فاروقی -طرب الکرام مطبوعہ بریلی ص ۲۸)

۱۹۲۶ء میں مدرسہ عالیہ رامپور میں شعبۂ ادب کے مدرس مقرر ہوئے اور ۱۹۳۲ء تک مدرسِ ادب کی حیثیت سے مدرسہ عالیہ رامپور میں کام کرتے رہے (مولوی محمد شعائراللہ خاں ضیاء وجیہ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء ص ۶۴ مضمون مدرسہ عالیہ رامپوری)

فتویٰ نویسی

مولانا مفتی محمد نورالحسین فاروقی کو جہاں تدریس میں ملکہ ومہارت حاصل تھی وہیں فنِ افتاء میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ یوں تو فراغت کے بعد بہت سے فتاویٰ لکھے مگر باقاعدہ ۱۳۴۲ھ میں مسندِ افتاء کو زینت بخشی اور والدِ ماجد شمس العلماء علامہ محمد ظہور الحسین فاروقی کے وصال کے بعد مصطفیٰ آباد رامپور میں آپ ہی کی ذات مرجعِ عوام وخواص تھی۔ فتویٰ لکھنے میں کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جو حق واضح ہوتا اعلانیہ اس کا اظہار فرماتے۔ آپ کے ہم عصر مشاہیر علماء آپ کی فقہی بصیرت، تجر علمی اور فنِ افتاء میں مہارت پر اس درجہ اعتبار واعتماد فرماتے کہ بلاتامل آپ کے فتاویٰ کی تصدیق وتائید کرتے اور دستخط ومہر سے مزین فرماتے تھے۔ (طرب الکرام مطبوعہ بریلی، ص ۲۸-۲۹) بعض فتاویٰ پر والدِ ماجد شمس العلماء علامہ مفتی محمد ظہور الحسین فاروقی، شہزادگانِ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی اور امام الفقہاء مفتی اعظم حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوعلیہ الرحمۃ والرضوان کی بھی تصدیقات ہیں (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو -طرب الکرام مطبوعہ بریلی، ص ۳۸،۳۹)

بعض فتاویٰ چھپ چکے ہیں اور اکثر فتاویٰ تشنۂ طباعت ہیں۔ فقیر نوری آپ کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ فتاویٰ کا ایک مجموعہ مرتب کررہا ہے جو بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ یورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آئے گا۔ سرِ دست بطور نمونہ یہاں چند فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔

اساطین دیوبند مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد امبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کی کفری عبارات پر ایک اہم فتویٰ۔

فتوائے علماء ریاست رامپور

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اہل سنت ومفتیان دین وملت کثر ہم اللہ تعالیٰ ونصرہم ان مسائل میں کہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں سخت گستاخیاں کیں اور دعوئے نبوت کیا ایک مولوی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳ پر لکھا عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ خاتم النبیین اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقامِ مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبارتأخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھا ہے بنائے خاتمیت اور بات پر

ہے جس سے تاٴخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالا کا وصف کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا صفحہ ۴ پر لکھا ہے سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔ صفحہ ۱۴ پر لکھا اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ صفحہ ۲۸ پر لکھا بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ایک دوسرے مولوی سے

استفتاء کیا گیا کہ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرفداری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں یہ قائل مسلمان ہے یا کافر بدعتی ضال ہے یا اہل سنت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری کو اس دوسرے مولوی (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے فتویٰ دیا اگر چہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہئے کیوں کہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیوں کہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اگر چہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی کلمہ سخت نہ کہنا چاہئے کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے۔ حنفی شافعی پر اور بالعکس وجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تضلیل نہیں کر سکتا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے۔ اسی دوسرے مولوی (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے ایک تیسرے مولوی (مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصنف براہین قاطعہ) اپنے شاگرد کے نام سے ایک کتاب لکھی اور خود اپنے دستخط سے اس کے حرف بحرف کی تصدیق آخر کتاب میں چھاپی اس کے صفحہ ۵۱ پر لکھا الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ ایک چھوتھے مولوی (مولوی اشرف علی تھانوی مصنف حفظ الایمان) نے اپنے ایک رسالہ کے صفحہ ۸ پر لکھا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا کرے کہ ہیں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے

جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کیا ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے ان پانچوں آدمیوں پر نام بنام بالاتفاق فتویٰ دیا کہ یہ لوگ اپنے ان اقوال کی وجہ سے کافر ہیں اور جو شخص ان اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور ان لوگوں پر مرتدین کے تمام احکام ہیں۔ان فتویٰ کا مجموعہ مدت ہوئی حسام الحرمین شریف کے نام سے چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔یہ فتاویٰ حق ہیں یا نہیں اور ان کا ماننا پر ان کا ماننا اور اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہے یا نہیں۔امید ہے کہ حق ظاہر فرمائیں گے اور اللہ عزوجل سے اجر پائیں گے۔بینوا توجروا۔

راقم

سلیمٰن رجب قادری برکاتی نوری غفرلہ

محلہ بوہرواڑ۔پاورہ ضلع بڑودہ ملک گجرات

الجواب والله سبحنه و تعالیٰ هوالموفق للصواب :—

حسام الحرمین میں جن علمائے حرمین شریفین اہل السنۃ والجماعہ کے فتوے ہیں وہ حق اور صواب ہیں فانها مشيدة بدلائل جليلة جليلة ،من الآيات الظاهرة الظاهرة القطعية والاحاديث الصحيحة الصريحة الباهرة البهية لہٰذا اہل اسلام پر عموماً علمائے حقانیین اور بالخصوص علمائے حرمین شریفین اہل سنت و جماعت کا اتباع ان کے اوامر و نواہی کو ماننا ان کے فتووں پر عمل کرنا ضروری فانهم اهد الحق والامر والدين وقد قال الله سبحنه و تعالىٰ فى الكتاب المبين اطيعوا الله والطيعوا الرسول واولى الامر منكم الآية والمراد باولى الام فى الآية العلماء فى اصح الاقول اه ردالمحتار عن شرح الكنز للعلامة البدر العينى وهم السواد الاعظم وحزب الله المكرم وهم اهل السنة والجماعة وهم ورثة الانبياء فمن اقتفىٰ اثرهم واتبع امر فقد نجا واهتدى ومن حاد عنهم فقد تاه وغوى والله سبحنه و تعالىٰ من كل اعلم علمه احكم الراجى رحمة رب النشلأتين

کتبہ العبد

محمد نور الحسین الرامفوری کان اللہ

المجیب مصیب ان اقوال منقولہ کی نسبت علمائے اہل سنت کی طرف سے قاہر تصانیف بحمد اللہ تعالیٰ کثیر ہو چکی ہیں جو مؤید براہین شرعیہ ہیں مزید سوالات انہیں امور سے کرنا بے کار ہے۔حسام الحرمین نے جن لوگوں کے عقائد پر حکم کفر کیا ہے وہ حکم نقل کیا ہوا کتب فقہیہ حنفیہ کا ہے جس کا ماننا ایک مقلد مذہب حنفی کیلئے لازم و لابدی ہے پس حسام الحرمین کے احکام حسب نقول صحیحہ معتبرہ لازم الاتباع ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد

محمد معوان حسین العمری المجددی الرامفوری

مدرسہ ارشاد العلوم

الجواب صحیح محمد شجاعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ ارشاد العلوم

الجواب صحیح محمد سراج الحسین عفی عنہ

الجواب حق و صواب العبد عبد اللہ البہاری عفی عنہ الباری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم

یہ اقوال موجب کفر ہیں۔العبد محمد عبد الغفار عفی عنہ۔

الجواب صحیح سید یار محمد دہلوی بقلم خود

الجواب صحیح والمجیب نجیح و من انکرہ فھو کافر مرتد فضیح

کتبہ الفقیر محمد عمر القادری الرضوی الکھنوی غفرلہ ابن حضرۃ اسد السنۃ سیف اللہ المسلول

مولانا المولوی محمد ہدایۃ الرسول علیہ الرحمۃ الرب و رضوان الرسول

۷۸۶،۹۲ کا استعمال اور اسکا شرعی حکم

مولانا محمد اشتیاق احمد قادری الجامعۃ القادریہ رچھا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ۷۸۶ اور۹۲ کیا چیز ہیں اوران سے کیا مراد ہے اگر ان نمبروں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مراد ہے تو کیا کسی اہم کام کے شروع میں انکا لکھنا اور پڑھنا بسم اللہ کے مترادف ہے۔اگر ہے تو کیا قرآن وحدیث یا صحابہ کرام یا تابعین و تبع تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین وفقہائے اسلام کے اقوال و افعال اور تصنیفات مبارکہ سے اسکا کوئی ثبوت ہے؟

کیا مذکورہ حضرات اسکے قائل وفاعل وعامل تھے؟اگر نہیں تو پھر اسکی اصل کیا ہے ؟ازروئے شرع جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی

محب الرضا محمد عبدالرشید القادری البرکاتی الرضوی النوری الپیلی بھیتی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الله الملک الوہاب :-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:دویا ایھا الناس انما الاعمال بالنیات وانما لکل امری مانوی فمن کانت ھجتہ الی اللہ ورسولہ فھجر الی اللہ ورسولہ،ومن کانت ھجرتہ الیٰ دنیا یصیبھا اوالی امرء ۃ ینکہ فھجرتہ الیٰ ماھاجرالیہ۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۲ ،۱۳،۳۴۳،۵۵۱،ج ۲ ص ۷۵۸،۷۵۹،۹۸۹،۱۰۳۸)

اے لوگو! اعمال (کا ثواب) نیتوں پر ہیں،اور ہر شخص کیلئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے،تو جس کی ہجرت اللہ و رسول کی جانب ہو اسکی ھجرت اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہے اور جسکی ھجرت دنیا کی طرف ہو کہ وہ اس کو حاصل کریں یا کسی عورت کی جانب ہو کہ اس سے شادی کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:دومار اہ المسلمون حسنا فھوعند اللہ حسن، ومااراہ المسلمون قبیحافھوعند اللہ قبیح۔

(المقاصدالحسنۃ ص ۵۸۱،العلملہ ج ۱ص ۳۷۵،المسند ج ۱ص ۳۷۹،البدایۃ والنھایۃ ج ۱۰ص ۳۲۷،مجمع الزوائد ج ۱ص ۱۷۷،۱۷۸)

یعنی مسلمان جس (مباح چیز) کو اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور جس کو مسلمان ناپسند جانیں وہ اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔جمہور احنا وشوافع کی تصریحات کے مطابق اشیاء میں اباحت اصل ہے۔''التحریر''میں ہے "المختار ان الاصل الا باحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ والشافعیۃ اھ"

(ردالمحتار ج اص اے مکتبہ نعمانیہ دیوبند)

نیز ہدایہ ج ۲ ص ۴۲۸ فصل فی الحداں مکتبہ اشرفی بکڈپو دیوبند میں ہے الا باحۃ اصل اس قدر تمہید کے بعد یہ ظاہر ہو گیا کہ کسی چیز کے جواز کیلئے قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرنا ضروری نہیں بلکہ جو اس کو ناجائز وحرام کہے وہ دلیل لائے، یہ اعداد یعنی ۷۸۶ اور ۹۲ بہت سے ممالک اور علاقوں کے مسلمانوں کے عرف میں ایک زمانہ سے رائج ہیں، جو بطریقہ امجد "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اور اسم رسالت مآب "محمد" ﷺ کی جگہ خطوط ورسائل اور ان مقامات میں استعمال کئے جاتے ہیں جہاں اسم جلالت یا اسم رسالت کی بے حرمتی یا پھر کماحقہ عظمت نہ پائے جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بھلا اس نیتِ مہودہ کے ساتھ ان اعداد کے استعمال کو کون ناجائز کہیگا؟ ہاں جسکو شرک وبدعت کے سوا کچھ ہضم ہی نہ ہوتا ہو وہ تو ضرور اپنی ہفوات کے ذریعہ "سواد اعظم" کے مسلمات سے انحراف کریگا، مگر اس کے انحراف سے شریعتِ اسلامیہ کے اصول وضوابط ہی ہر کوئی حرف نہیں آتا، اس کی بیمار عقل کی جلسا یاں ضرور رسواء زمانہ ہو جاتی ہیں، دیوبندی، وہابی جو ہر اس کام کو شرک وبدعت ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے رہتے ہیں جو انکی اندھی اور اوندھی سمجھ میں نہ آئے وہ بھی اپنی صدہا کتابوں کے تاریخی نام رکھے ہیں یوں ہی اگر انکا کوئی گروہ مرجائے تو اس کے مرنے پر قطعات تاریخ اور بہت سے تاریخی مادے نکالتے، چھاپتے، بولتے اور استعمال کرتے ہیں مگر وہاں ان کو نہ شرک سوجھتا ہے اور نہ بدعت ہی نظر آتی ہے تو کوئی جوان سور ماؤں سے سوال کرے کہ ان تاریخی مادوں کا قرآن وحدیث ودور صحابہ و تابعین میں کیا ثبوت ہے؟ اگر ہے تو بیان کرو ورنہ ڈرو اس دن سے جہاں حقیقت بے نقاب ہو جائے گی اور مسلمانوں کے اسلامی طریقہ سے روگردانی بلکہ استہزاء کی سزا آہنی پڑیگی؟

کسی لفظ یا کلمہ کے اعداد نکالنا آج سے نہیں بلکہ بہت پہلے سے اسلامیانِ عالم کے یہاں شائع وذائع ہے۔ یہ دیکھو امام بخاری علیہ الرحمہ کے سیرت نگاران کی ولادت مبارکہ کیلئے لفظ "۱۹۴ق" مدتِ حیات کیلئے لفظ "حمید ۶۲" اور وفات کیلئے لفظ نسو "۲۵۶" سے اعداد نکالتے اور بیان کرتے ہیں، جنکو وہابیہ نہ صرف پڑھتے بلکہ بار بار اپنی کتابوں میں چھاپتے بھی ہیں، تو آخر یہاں بدعت وشرک کا فتویٰ کیوں نہیں چسپاں کیا جاتا؟ بات دراصل یہ ہے کہ نجدی خیرھی یہ ہے کہ جسے بھی ہو اسلامی رسومات اور شعائر کو شاق اسی میں انگریزی آقاؤں کی خوشنودی اور رضامندی ہے اف وللوھابیہ لما تصنعون۔ خیال رہے کہ جو چیز بوقتِ ضرورت جائز ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ہی جائز ہوتی ہے، اب چونکہ یہاں تسمیہ واسم رسالت کے اعداد کا استعمال ایک ضرورت کے تحت تھا جیسا کہ گزر چکا، اور وہ ضرورت صرف لکھنے ہی میں تھی پڑھنے میں نہیں نیز ہر جگہ لکھنے میں بھی نہیں بلکہ کچھ مقامات میں جہاں بے حرمتی وغیرہ کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے وہاں ضرورت تھی تو اب پڑھنے کی جگہ ان اعداد کا استعمال کرنا اہل عرف کو غرض سے جاہل ہونا بلکہ عرف سے ایک طرح جنگ مول لینا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

☆☆☆☆☆☆

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری

از:-ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کراچی

مشرق سے مغرب......شمال تا جنوب، گمراہیاں ہی گمراہیاں......تاریکیاں ہی تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں۔انسانیت، شرافت، تہذیب اور تمدن کا نام ونشان مٹ سا گیا تھا۔بحروبر انسانی خباثتوں سے تنگ آ گئے تھے۔انسانی اخلاق و اخلاص کا جنازہ نکل چکا تھا۔دل ویران ہو چکے تھے۔خزاں نے بہاروں کو لوٹ کر چمن اجاڑ ڈالے تھے، کہ اچانک ایک شب ۱۹/اپریل ۵۷۱ء کو جب عرش الٰہی کے سائے تلے ملائکہ مقربین سر جھکائے کھڑے تھے، حجاب عظمت سے ندا ہوئی کہ:-

''ملاء اعلیٰ کے تمام فرشتے آج کی رات زمین پر جمع ہو جائیں، وہیں جہاں ہمارے جلال و جبروت کا گھر ہے۔جو اہل زمین کا قبلہ عبادت ہے۔آج باعث ایجاد عالم کا ظہور ہونے والا ہے۔شرق وغرب، شمال وجنوب، بحروبر اور تمام اقطار ارض میں منادی کر دی جائے کہ کونین کے تاجدار تشریف لا رہے ہیں۔ان کے خیر مقدم کیلئے اپنی نگاہیں بطور فرش بچھائے رکھیں۔مکہ کی وادیوں، ام القریٰ کے کہساروں اور حرم کے بام و در پر چمستان فردوس کی بہاروں کا غلاف چڑھا دیا جائے۔سیارہ افلاک کے پہرہ داروں سے کہہ دو اس وقت تک آفتاب کے چہرے سے نقاب نہ اٹھائیں جب تک خسروئے کائنات کی طلعت زیبا سے خاکدان گیتی کا ذرہ ذرہ منور نہ ہو جائے۔ستاروں کی انجمن میں اعلان کر دو۔آج رات کے پچھلے پہر اپنی مجلس شبینہ برخاست کر کے فرش زمین پر اتر جائیں اور مکہ کی فضاؤں میں پھیل جائیں''

پس یہ فرمان عالی شان جاری ہونا تھا کہ سارے فرشتے سجدے میں گر گئے۔رات بھر قدسیان فلک کے قافلے زمین پر اترتے رہے اور صبح ہونے سے پہلے پہلے کنگرہ عرش سے لے کر گل کدہ فردوس تک کی ساری زیبائیاں وادی حرم میں سمٹ آئیں۔

جیسے ہی صبح صادق کا اجالا چمکا۔مکہ کی فضاء رحمت وانوار سے بھر گئی۔نعتوں کی صداؤں سے دشت و جبل گونج گونج اٹھے۔گلی گلی حوران خلد کے آنچلوں کی خوشبو معطر ہو گئی۔جبرئیل امین سبز پرچم لئے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور حضور شاہی میں سلامی عرض کرنے لگے۔اس صدائے سلام و تہنیت پر تمام ملائکہ سروقد کھڑے ہو گئے۔حرم کی جھکی جھکی دیواریں ایستادہ ہو گئیں۔امیر کشور نبوت کی سواری اس دھوم سے آئی کہ اکناف عالم صدائے مرحبا سے گونج اٹھے۔ستارے کھل گئے۔انور کی پھوار پڑنے لگی......دل باغ باغ ہوئے......افسردہ جانوں کے سربستہ غنچے کھل گئے...... پژمردہ شگوفے تروتازہ ہوئے......نسیم شوق کے فرحت انگیز جھونکوں سے چمن دہر کے نہار و شجر لہلہانے لگے......طبیعت کی ہزارداستان بلبلیں

،جذبات شوق سے نغمہ سرا ہوئیں......فیض باری نے رحمت وکرم کی بارش کی......باغ عالم میں بہار آئی......مردہ دلوں کے گل کھلے......حبیب کبریا کی آمد آمد کا شہرہ مچا......مدح وثناء کے ترانوں سے گنبد نیلگوں گونجنے لگا......صدیوں سے جس ستارے کا انتظار تھا، آج وہ طلوع ہوگیا......آج وہ آنے والا آگیا......وہ کیا آئے ،رحمت کی برکھا آگئی......نور کے بادل چھا گئے......دور دور تک بارش نور ہے......عجیب سماں ہے......ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا تھا......عجب منظر ہے......تاریکیاں چھٹ گئیں......روشنیاں بکھر گئیں......جدھر دیکھئے نور ہی نور ہے، بہار ہی بہار......مسرتیں ہی مسرتیں......چاندنی ہی چاندنی......روشنی ہی روشنی......رحمتیں ہی رحمتیں......برکتیں ہی برکتیں، تازگی انگڑائیاں لے رہی ہے......مسرتیں پھوٹ رہی ہیں......سارا عالم نہایا ہوا ہے......ذرّے ذرّے پر مستی چھائی ہوئی ہے......یہ اجالا اجلا سماں......یہ مہکی مہکی سی فضائیں......یہ مست مست ہوائیں، جھوم کر جشن بہاراں کے گیت گا رہی ہیں......عید منا رہی ہیں......تم بھی ان کے گیت گاؤ۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

بہار آئی بہار......ہاں......زندگی میں بہار آئی......دماغوں میں بہار آئی......دلوں میں بہار......علم وحکمت میں بہار......تہذیب و تمدن میں بہار......فکروشعور میں بہار، عقل وخرد میں بھی بہار آئی......صدیوں کی ہتھکڑیا ٹوٹ گئیں......گھٹی گھٹی سی فضائیں بدل گئیں۔مندی مندی سی آنکھیں روشن ہو گئیں۔بجھی بجھی سی طبیعتیں سنبھل گئیں......رندی رندی سی آوازیں کھنکھنانے لگیں......ڈوبتے ہوئے تیرنے لگے، ابھرنے لگے......سہمے ہوئے چہکنے لگے......خون کے پیاسے محبت کرنے لگے......بکھرے ہوئے یک جا خیال ہو گئے......منتشر قوتیں سمٹ گئیں، ضعیف وناتواں ایک قوت بن کر ابھرے اور دنیا نے پہلی مرتبہ جانا کہ انسان ''احسن تقویم'' میں بنایا گیا، ''اشرف المخلوقات'' کے منصب عالی پر فائز کر کے خلافت الٰہیہ سے سرفراز کیا گیا......زندگی نے ایسا سنگھار کیا کہ سب جانکھنے لگے......تکنے لگے......بلائیں لینے لگے......فدا ہونے لگے......آرزوئیں کرنے لگے......تمنائیں کرنے لگے......وہ کیا آئے، کائنات کا ذرہ ذرہ دل کش ودلربا معلوم ہونے لگا......یہ کون آیا سویرے سویرے......

جس ہستی نے زلف برہم کو سنوارا......جس نے زندگی کا چہرہ نکھارا......حیات نبض جس کے دم سے دھڑک رہی ہے......وجود قافلہ جس کے دم سے رواں دواں ہے......جسے رب کائنات نے حسن بے مثال بخشا......ایسا حسین بنایا کہ ہر زمانے والے جس کے حسن و جمال کے ترانے گاتے رہے......یہ امام الانبیاء سرور کائنات کی آمد، آمد ہے۔

۱۲؍ربیع الاول (۱۹؍اپریل) ہاں ہاں! یہ ان کی آمد کا دن ہے......یہ عید کا دن ہے......خوشی کا دن ہے......ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے......یہ ہماری عید ہے......دیکھو، دیکھو! حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے حواری التجا کر رہے ہیں......آپ ہاتھ اٹھائے پروردگار عالم سے دعا فرما

رہے ہیں ...... اے اللہ، اے پالنہار! آسمان سے ہمارے لئے (پکے پکائے کھانوں کے) خوان اتار، تاکہ وہ ہمارے اگلے اور پچھلوں کیلئے عید ہو جائے ...... جس دن آسمان سے کھانا اترے، وہ دن ''عید'' کا دن ہو جائے تو جس دم وہ قاسم رزق تشریف لائے وہ دن عید کا دن کیوں نہ ہو؟ سلام ہو اس دن پر جب وہ تشریف لائے۔

بے شک ان کی تشریف آوری کا دن یادگار دن ہے ...... یہ دن عید کا دن ہے ...... یوم مسرت ہے ...... خوشیاں منایئے ...... محفل میلاد سجایئے ...... خود کو سجایئے ...... نئے نئے کپڑے زیب تن کیجئے ...... نئے عمامہ کا تاج سر پر سجایئے ...... آنکھوں میں سرمہ ...... سر وداڑھی پر خوشبودار تیل اور عطر لگایئے ...... گھروں کو سجایئے ...... محلوں کو سجائیں ...... مسجدوں کو مدرسوں کو ...... اسکول و کالج اور جامعات کو بھی سجائیں ...... سبز سبز پرچم لہرائیں ...... جھنڈیاں لگائیں ...... قمقمے جلائیں ...... روشنی کیجئے ...... چراغاں کیجئے ...... درود و سلام بھیجئے ...... زمین سے آسمان تک ان کا چرچا ہے ...... درود وسلام کے گجرے آرہے ہیں ...... ذکر بلند ہو رہا ہے ...... کیوں نہ ہو ...... ان کا ذکر تو ان کے رب نے بلند فرمایا۔ (سورہ الم نشرح۔۴)

وہ اس مقام پر فائز ہوئے جہاں حمد کی بوچھار پڑ رہی ہے ...... نعت کی بارش ہو رہی ہے ...... نعمت کی برسات ہو رہی ہے۔

عید میلاد النبی منانا ہمیشہ سے مسلمانوں میں جاری و ساری ہے، چنانچہ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی، (جو کہ تقریباً نوسو سال قبل زمانے سے تعلق رکھتے ہیں) فرماتے ہیں کہ ''لوگ (عید) میلاد النبی ﷺ محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں، اور ماہ ربیع الاول شریف کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے ہیں۔ عمدہ لباس پہنتے ہیں ...... زیب وزینت اور آراستگی کرتے ہیں، عطر وگلاب چھڑکتے اور سرمہ لگاتے ہیں ...... ان دنوں میں خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے، نقد جنس وغیرہ میں سے خوب دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں ...... اور اس اظہار مسرت وخوشی کی بدولت خوب اجر وثواب اور خیر وبرکت، سلامتی و عافیت، کشادگی رزق، مال و دولت، اولاد، پوتوں، نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے اور آباد شہروں میں امن وامان وسلامتی اور گھروں میں سکون وقرار، نبی کریم ﷺ کی محفل میلاد کی برکت سے رہتا ہے''۔

اللہ اللہ ...... ! اہل محبت ہمیشہ سے اپنے محبوب کی یاد میں عید میلاد مناتے چلے آرہے ہیں پھر ہم غافل کیوں رہیں؟

علی گڑھ میں عرس اعلیٰحضرت

صفر المظفر کے آخر میں اہلسنت وجماعت کی طرف سے نئی تعمیر شدہ مسجد میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا عرس پاک اور عظیم الشان پیمانے پر منایا گیا جس میں علماء اور عقیدت مندوں کے علاوہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے اساتذہ اور طلباء نے شرکت کی۔ (تصدیق احمد چشتی علیگڑھ)

وھابیہ غیر مقلدوں سے چند اھم سوالات

مرتب :۔ محب الرضا محمد عبد الرشید القادری البرکاتی الرضوی النوری ، امام آنی جامع مسجد جوکھن پور

قارئین دراصل معاملہ یہ ہے کہ فقیر نوری نے غالبًا اکتوبر ۱۹۹۷ء میں ایک پوسٹر بنام ”اہل حدیث غیر مقلدوں کی گمراہی اوراس کا بین ثبوت شائع کیا تھا۔اس کے جواب میں رچھا کے غیر مقلدوں نے گمراہ اور بد مذہب کون پوسٹر نکالا پھر اسکے جواب میں اہل سنّت کی طرف سے ایک پوسٹر نکالا گیا۔ پھر اسکے جواب میں وہابیہ غیر مقلدین نے ایک پوسٹر نکالا۔چونکہ جواب الجواب کا راستہ طویل ہوتا جارہا تھا۔اسلئے فقیر نے غیر مقلدوں کے پہلے پوسٹر ”گمراہ اور بدمذہب کون“ کی عبارات کو بنیاد بناتے ہوئے سوالات قائم کرنا شروع کئے اوران کی کثیر تعداد کے مدِ نظر انہیں پانچ قسطوں میں منقسم کر دیا جنکی پہلی قسط حاضر خدمت ہے اس سے ہمارا مقصد صرف اور صرف یہ کہ وہابیہ غیر مقلدین کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تاکہ آئندہ سوچ سمجھ کر زبان کھولیں اور یہ کہ عوام اہل اسلام ان سے اندازہ کرلیں کہ کیا ایسے لوگ اہل حق ہو سکتے ہیں لہٰذا محترم قارئین آپ حضرات تھوڑی دیر کیلئے خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل سے بنظر انصاف سوالات کی تمام قسطیں دیکھیں حق و باطل کو پرکھ حق کو قبول کر لیں باطل سے الگ ہو جائیں اللہ اپنے رسول ﷺ کے صدقے و طفیل توفیق بخشے آمین بجاہ سید المسلین ﷺ۔

غیر مقلد سلفی صاحب کا کہنا ہے کہ دین اسلام اللہ کے رسول ﷺ کے عہد مبارک میں مکمل ہو گیا تھا-----اب آپ کے بعد دین میں دین کے نام پر جو چیز بھی داخل کی جائیگی بدعت و گمراہی اور مردود ہوگی (اشتہار گمراہ اور بد مذہب کون، ناشر جمعیت شبان الحدیث رچھا بریلی)۔

نام نہاد اہلحدیثو! مذکورہ عبارت کے نصف آخر کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہمارے ان سوالات کا جواب دو------

☆حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اسکو اس کا ثواب ملے گا اور انکا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور انکے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اسکا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی (مشکوٰۃ)

☆ حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ کسی بھی زمانے میں اسلام میں اچھا طریقہ اور اچھا کام ایجاد کرنا ثواب کا کام ہے اور برے کام کا نکالنا گناہ کا موجب ہے۔مگر آپ کا مطلقاً یہ کہنا کہ ”اب آپ کے بعد دین میں دین کے نام پر جو چیز بھی داخل کی جائیگی بدعت وگمراہی اور مردود ہوگی“ کیا یہ کھلی حدیث دشمنی اور انکارِ حدیث نہیں ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

☆ حدیث پاک نے قیامت تک کیلئے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرنے کا دروازہ کھول دیا یا نہیں؟ اگر ہاں تو پھر آپ کو یہ دروازہ بند کرنے کا حق کہاں سے حاصل ہوا؟ اور آپ نے یہ جرأتِ بے جا کیوں کی؟ کیا آپ کا یہ قول مذکورہ حدیث کے مخالف نہیں ہے؟

☆ حدیث پاک میں جس چیز کو باعثِ ثواب کہا گیا ہو اسکو بدعت و گمراہی اور مردود کہنا کیا خود گمراہی اور مردود ہونا نہیں ہے؟

☆حضور سید عالم ﷺ کا فرمان ہے ”کل بدعة ضلالة “(مشکوٰۃ) یعنی ہر بدعت گمراہی ہے کیا اس میں بدعت حسنہ یعنی اچھے نو پیدا امور کو بھی گمراہی کہا ہے؟ اگر ہاں تو کسی متفق علیہ شارح کا حوالہ پیش کیجئے؟

☆ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے ” نعمت البدعة هــذه “ (مرأت شرح مشکوٰۃ) یعنی کیا ہی اچھا ہے یہ بدعت کیا اس میں بدعت سیۂ یعنی برے نو پیدا امر کو سراہا گیا ہے؟ اگر بدعت حسنہ ہی کو سراہا گیا ہے تو آپ لوگ بدعت حسنہ کے وجود سے کس لئے انکار کر رہے ہو؟ کیا کسی متفق علیہ محدث نے اس کا انکار کیا ہے؟

☆ اور جب ان سوالوں کے جوابات سے فارغ ہولو تو اسی بات کا جواب دو کہ جب اسلام میں بدعتِ حسنہ کا وجود ہی نہیں تو ان دونوں حدیثوں میں مطابقت کی کیا صورت ہوگی اور تراویح باالجماعۃ اور اذان عثمانی جیسے نو پیدا امور کس طور پر درست قرار پائیں گے؟ خوب سوچ سمجھ کر جواب دو؟ اور اپنا قاعدہ کلیہ اب آپ کے بعد دین میں دین کے نام پر جو چیز بھی داخل کی جائیگی بدعت و گمراہی اور مردود ہوگی'' ضرور یاد رکھو!

☆ آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ فاروق اعظم کی مراد بدعت لغوی ہے نہ کہ شرعی۔ تو آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ حضرت کی اس مراد لغوی و شرعی کا علم آپ کو کہاں سے ہوا؟ علماء کے بیان سے یا حدیث و قرآن سے؟ اگر قرآن وحدیث سے تو حوالہ پیش کریں اگر علماء کے بیان سے تو یہ بتایئے کہ بدعت کی علماء نے جو تقسیم کی ہے وہ آپ کو تسلیم کیوں نہیں؟ ذرا یہ بھی بتایئے کہ علماء اسلام نے بدعت کی جو مختلف قسمیں بیان کی ہیں وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہیں یا موافق؟ اگر خلاف ہیں تو یہ تقسیم کنندگان علماء کون ہوئے؟ اور اگر موافق ہیں تو ان قسموں کا انکار کرنے والے کون ہوئے؟

☆ علماء دین نے بدعت کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں یقین نہ آئے تو دیکھئے۔

(۱) احیاء العلوم جلد دوم ص ۱۷۲	از امام غزالی علیہ الرحمہ
(۲) شرح مقاصد جلد دوم ص ۲۷۱	از علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ
(۳) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۷۹	از ملا علی قاری علیہ الرحمہ
(۴) لمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۳۵	از شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
(۵) تحفۂ اثناعشریہ مترجم ص ۶۲۵	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ
(۶) فتاوی مولانا عبد الحی لکھنوی جلد اول ص ۵۰	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ
(۷) اسلامی عقائد ص ۲۳۳ تا ۲۸۲	علامہ سید یوسف ہاشم رفاعی کویت
(۸) ردالمحتار جلد اول ص ۴۰	علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ
(۹) فتاوی عالمگیری جلد پنجم باب آداب المسجد	پانچ سو علماء اسلام بحکم اورنگ زیب تصنیف ہوئی
(۱۰) غنیۃ الطالبین	حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۱) النسان العیون	علامہ جلیل علی بن برہان الدین حلبی علیہ الرحمہ
(۱۲) حدیقہ ندیہ شرح تحفۂ محمدیہ	محدث عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ
(۱۳) مجمع البحار	شیخ محمد طاہر علیہ الرحمہ
(۱۴) فتح المبین	محدث ابن حجر شافعی علیہ الرحمہ
(۱۵) مائۃ مسائل	شاہ محمد اسحاق علیہ الرحمہ
(۱۶) القواعد الکبریٰ	شیخ عزالدین بن عبد السلام علیہما الرحمہ
(۱۷) فتح الباری شرح بخاری	علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
(۱۸) عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر	علامہ سید جعفر برزنجی علیہ الرحمہ
(۱۹) شرح الکواکب الازہر علیٰ عقد الجوہر	سیدی جعفر بن اسماعیل علوی مدنی علیہ الرحمہ

(۲۰) رسالہ اثبات قیام علامہ عثمان بن حسن دمیاطی علیہ الرحمہ

ان جیسی کتب میں ان بڑے بڑے محدثین و محققین اور علماء دین نے بدعت کو مختلف اقسام پر تقسیم کیا ہے مگر آپکا کہنا ہے کہ ''اب آپ کے بعد دین میں دین کے نام اس پر جو چیز بھی داخل کی جائیگی بدعت و گمراہی اور مردود ہوگی کیا یہ ضد وہٹ دھرمی نہیں ہے؟ کیا یہ علماء دین کی مخالفت نہیں ہے کیا یہ تمام محدثین و محققین غلطی پر تھے؟ کیا یہ قرآن و حدیث سے ناواقف تھے؟

☆ اگر بدعت حسنہ بھی ضلالت ہے تو مذکورہ بزرگوں نے جو بدعت حسنہ کو صحیح قرار دیا ہے تو کیا انہوں نے ضلالت کی تصدیق و تصحیح کی ہے؟ اگر ہاں تو ان پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ بیان کریں ورنہ توبہ کریں اور علماء کی مذکورہ تقسیم کو تسلیم کریں۔

مذکورہ محدثین و محققین نے بدعت کی جو تشریح و توضیح فرمائی ہے اگر وہ شرعی تقسیم نہیں لغوی ہے تو بتایئے ان محدثین کی مذکورہ کتابیں لغت کی ہیں یا حدیث و شرح کی؟ مذکورہ محدثین کو حدیث کی تشریح و تفہیم مقصود تھی یا بدعت کے لغوی معنی بیان کرنا مقصود تھا؟ پھر ان محدثین نے ایک ہی کام کو ایک طرف بدعت اور دوسری طرف واجب یا مستحب و مباح فرمایا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ اگر بدعت کی شرعی تعریف ان کتابوں میں نہیں ہے تو پھر کس کتاب میں اس لفظ کی تعریف درج ہے؟ کہ جس کو شرعی تعریف کہا جائے؟ بدعت شرعیہ اور غیر شرعیہ میں کیا فرق ہے؟ وہ کون کون اور کتنے امور ہیں جنکو آج بدعت شرعیہ کہا جاتا ہے؟ اور وہ کام کیا ہیں جنکو بدعت شرعیہ نہیں کہنا چاہیئے؟

☆ اگر ہر بدعت گمراہی اور حرام ہے تو آپ کے نزدیک اس قاعدۂ کلیہ کے کیا معنی ہیں کہ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ مباح ہیں یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے مگر جس چیز کو شریعت منع کردے تو وہ حرام یا منع ہے یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہوگی نہ کہ نئے ہونے سے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا دین اور شریعت مسلمان کے تمام تصرفات کو شامل ہے یا نہیں؟ خواہ عبادات ہوں یا معاملات احکام ہوں یا فیصلے، نکاح سے متعلق مسائل ہوں یا میراث سے، تجارت ہو یا ملازمت، خوشی ہو یا غمی، موت ہو یا حیات غرضیکہ سب میں اسلام کا عمل دخل ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو آپ کا کچھ امور کو دنیاوی یا بدعت غیر شرعیہ وغیرہ کہنا اور طرح طرح کے حیلے بہانے بنا کر جان چھوڑانا کیا فریب کاری نہیں ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

☆ اگر آپ بدعت کی دو قسمیں قرار دیتے ہیں دینی اور دنیاوی یا بدعت شرعیہ اور غیر شرعیہ تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ آپ کے نزدیک مباح، احکام دین ہی سے نہیں ہے؟ نیز وہ بدعات جو عبادات کے ماسوا میں پائی جاتی ہیں۔ حدی انکو شامل نہیں ہے؟ یہ بھی تو آپ کی طرف سے اس قاعدہ کلیہ میں تخصیص ہے جس میں کہ آپ اور آپکی جمعیت کس تخصیص کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہے آخر ایسا کیوں؟ کیا کل بدعۃ ضلالۃ صرف اہل سنت کیلئے عام ہے؟

☆ جب آپ بدعت کو بدعت شرعیہ اور غیر شرعیہ مان رہے ہیں تو کیا آپکی یہ تقسیم کل بدعۃ ضلالۃ کے خلاف نہیں ہے؟ پھر آپ بدعت کو دو اقسام پر تقسیم کر رہے ہیں۔ تو بدعت حسنہ اور بدعت سیہ یہ دونوں قسمیں آپ کو تسلیم کیوں نہیں؟ انکو ماننے سے آپ پر کون سی مصیبت ٹوٹ رہی ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ علماء اسلام کی مخالفت اور سلف وصالحین سے اختلاف ہی کو آپ نے دین کی سب سے بڑی خدمت سمجھ رکھا ہو؟

☆ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی باجماعت ادائیگی دیکھ کر فرماتے ہیں ''یہ اچھی بدعت ہے'' اور ایسا ہی قول حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے کیا انکے فرمان کا لازمی مطلب یہ نہیں ہے کہ بدعت دو قسم کی ہوتی ہے ایک محمود دوسری مذموم اور جمہور علماء نے اس تقسیم کو تسلیم کیا ہے تفصیل گزر چکی تو کیا یہ جلیل القدر صحابی اور ائمہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کو نہیں سمجھتے تھے؟ (خدا کی پناہ اس بہتان سے) اگر سمجھتے تھے تو پھر آپ کا یہ کہنا کہ ''اب آپ ﷺ کے

بعد دین میں دین کے نام پر جو چیز بھی داخل کی جائیگی۔ بدعت وگمراہی اور مردود ہوگی (حوالہ اشتہار مذکورہ)

کیا یہ صحابہ کرام ائمہ اسلام کی مخالفت نہیں ہے؟ آخر آپ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی عمارت الگ بنانے میں کیوں مصروف ہیں؟

☆ عالم اسلام کے ان جلیل القدر محدثین ومحققین کہ جنہوں نے بدعت کو مختلف اقسام پر تقسیم کیا ہے اگر انکی اس تقسیم کو تسلیم نہیں کیا گیا اور اعتراضات وایرادات وطعن وتنقید کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور آپ یہی رٹ لگائے رہے کہ ''اب آپ ﷺ کے بعد دین میں دین کے نام پر جو چیز بھی داخل کی جائیگی بدعت وگمراہی اور مردود ہوگی۔

(حوالہ اشتہار مذکورہ)

تو سچ بتانا کیا دنیا کا اعتماد صرف ان ائمہ دین ہی سے نہیں بلکہ دین سے بھی نہیں اٹھ جائے گا؟

☆ کتاب وسنت میں بہت سے عمومات ایسے ہیں کہ جن میں تخصیص کی گئی ہے اور کثیر مقامات پر عام سے خاص شی کو مراد لیا گیا ہے۔ عام سے خاص مراد لینے کی مثال حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ''سیاہ دانہ'' (کلونجی) موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفاء ہے''۔ اس حدیث میں لفظ کل موجود ہے اس کے باوجود شارحین کا اتفاق ہے کہ یہ اپنے عموم پر نہی ہے۔

☆ اسی طرح وہ حدیث جو امام مسلم نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا جس نے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اسکے بعد نماز پڑھی یقینا یہ بھی کلمات عموم میں ہے۔ مگر اپنے عموم پر نہیں کیونکہ جس نے فجر اور عصر کی دونوں نمازیں پڑھیں لیکن باقی نمازیں ترک کردیں اور واجبات چھوڑ دیئے وہ ہرگز اس حدیث میں داخل نہیں لہٰذا یہ وہ عام ہے جس سے خاص افراد مراد لئے گئے ہیں۔

☆ اسی طرح اللہ کا فرمان ہے وان لیس النسان الاماسعی (انجم ۳۹) السنان کیلئے نہیں مگر وہ کوشش جو اس نے کی بتایئے میاں سلفی جی کیا تواتر کی حد تک پہونچنے والے دلائل سے یہ ثابت نہیں ہے کہ مسلمان اپنے بھائیوں کے عمل اور فرشتوں کی دعا سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے؟ جیسا کے تمہارے شیخ ابن تیمیہ نے بھی مختلف مقامات پر ذکر کیا ہے ان میں ایک نماز جنازہ اور میت کی طرف سے صدقہ دنیا اور اہل ایمان کی دعاء وغیرہ شامل ہیں۔

قوم عاد پر بسطور عذاب نازل ہونے والی آندھی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تدمر وکل شی (الاحقاف ۲۵) ہر چیز کو تباہ کرڈالتی ہے۔ کیا یہ کھلی ہوئی حقیقت نہیں ہے کہ اس آندھی نے تمام زمین کو تباہ نہیں کیا تھا نہ ہی ستاروں کو گزند پہنچائی تھی اور نہ ہی حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو نقصان پہنچایا تھا۔

اسی طرح فلمانسوماذکروابه فتعنا علیهم ابواب کل شئ (الانعام ۴۴)

جب وہ اس چیز کو بھول گئے جو انہیں یاد کرائی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر شی کے دروازے کھول دیئے کہئے میاں سلفی جی کیا ان پر رحمت کے دروازے کھولے گئے تھے؟ اگر نہیں تو بتاؤ ایسی شکل میں جمہور علماء وائمہ پر کیسے انکار کیا جاسکتا ہے کہ جنہوں نے حدیث پاک ''کل بدعة ضلالة'' کے بارے میں فرمایا ہے کہ عام مخصوص البعض ہے یا یہ ایسا عام ہے جس سے خاص مراد لیا گیا ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے کلام میں بہت سے کلیات ایسے ہیں جن میں تخصیص کی گئی ہے اور بہت سے عمومات وہ ہیں جن سے خاص افراد مراد لئے گئے ہیں۔ تو بات بات پر بدعت وضلالت کی رٹ لگانے والو! ذرا ذرا میں بدعت و گمراہی کا فتویٰ ٹھونک نے والو! بتاؤ تمہارا کتاب وسنت سے کیا تعلق ہے؟ (تفصیل کیلئے دیکھو ''اسلامی عقائدہ از سید یوسف ہاشم رفاعی کویت)

☆ ایمان مجمل وایمان مفصل اسلامی چھ کلمے اور انکی تعداد وترتیب اور انکے یہ مروجہ نام سب بدعت ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

☆ کیا ایمان کا بنام مجمل ومفصل کسی حدیث میں ذکر ہوا ہے؟

☆ کیا دورِ رسالت میں اس شکل کے ساتھ ان کلموں کا وجود تھا؟ اگر تھا تو حدیث رسول ﷺ سے ثابت کرو!

☆ اگر یہ سب بدعت ہیں تو اسکے مرتکب جیسے مولوی رضاء اللہ مدنی مقبول دعاؤں میں دو کلمے اول دوم اور انکے یہ مروجہ نام یعنی اول کلمہ طیب دوم کلمہ شہادت لکھ کر اس بدعت کے مرتکب ہوئے یا نہیں؟ برتقدیر اول مدنی جی بدعتی اور گمراہ بلکہ مردود ہوئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

☆ زکوۃ میں موجودہ سکہ رائج الوقت ادا کرنا بدعت ہے یا نہیں؟ کیا عہد سرکار رسالت مآب ﷺ وعہد صحابہ کرام میں یہ تصویر والے سکے تھے؟ کیا ان سے زکوۃ جیسا اہم فرض ادا ہوتا تھا؟

☆ موجودہ غلہ واناج اور سکوں سے فطرہ نکالنا بدعت ہے یا نہیں؟ برتقدیر اول جو لوگ آج اس بدعت کے مرتکب ہیں وہ بدعتی وگمراہ ہوئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

☆ احادیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا اور بیان اسناد وجرح وتعدیل و اقسامِ حدیث اور انکے احکام مقرر کرنا، پھر کتب احادیث کی نشر واشاعت اور اصولِ حدیث کی کتابیں بدعت ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

☆ کیا زمانہ نبوی میں کتب احادیث کی تدوین وترتیب موجودہ شکل میں تھی؟ اگر نہیں تھی تو مذکورہ امور کے مرتکبین حضرات محدثین بقول آپ کے بدعتی وگمراہ ہوئے یا نہیں؟ اگر یہ سارے حضرات بدعتی اور گمراہ تھے اور صرف آپکی مٹھی بھر جماعت ہدایت پر ہے تو انکی کتابوں سے حدیث لینا اور انکا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور انکی روایت حدیث صحیح ہے یا نہیں اور اصول حدیث اور اسکے یہ سارے کام دینی اور دین کے نام پر ہیں یا نہیں؟ اور ان تمام کاموں کا کرنے والا اجر وثواب کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور یہ سب کام اللہ ورسول کی رضا وخوشنودی کا سبب ہیں یا نہیں؟

☆ (۱) خطبہ جمعہ کیلئے پتھر کا منبر بنوانا (۲) نماز تراویح میں ایک مرتبہ پورا قرآن پڑھ کر ختم کرنا اور نمازیوں کو سنانا (۳) تراویح کا پابندی کے ساتھ جماعت سے ادا کرنا (۴) وہابی ملاؤں کا تنخواہ لیکر امامت کرنا اذان کہنا اور دینی تعلیم دینا اور اراکین مساجد ومدرسہ کا تنخواہ دے کر امور مذکورہ کرانا (۵) عربی کے سوا اردو ہندی وغیرہ عجمی زبانوں میں جمعہ وعیدین کا خطبہ پڑھنا (۶) قرآن کو تیس پاروں میں تقسیم کرنا اور رکوع ومنازل کا تعین (۷) کتب وہابیہ ورسائل نجدیہ کی اشاعت (۸) علم نحو، منطق، فلسفہ صرف کا پڑھنا اور پڑھانا وغیرہ بیشمار باتیں جو کہ اصاغر واکابر وہابیہ میں بلانکیر رائج ہیں یہ سب کام بدعت کیوں نہیں؟

کیا یہ سب کام دینی اور دین کے نام پر نہیں ہے؟ کیا یہ سب کام بچوں کا کھیل اور مداری تماشہ ہیں؟ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

☆ ذرا آپ غور کریں کہ اوپر جتنی چیزوں کا ذکر کیا گیا اور بے شمار کو چھوڑ دیا گیا کیا یہ سب زمانہ نبوی ﷺ میں موجود تھیں؟ اگر نہیں تو پھر آپ لوگ آج انکے خلاف فتویٰ جاری کیوں نہیں کرتے ان پر بدعت وگمراہی کا حکم کیوں نہیں لگاتے؟ کیا تمہارے فتوے صرف میلاد وفاتحہ قیام وسلام اور تقلید ائمہ ہی کے خلاف فتنہ وفساد اور اختلاف وانتشار پھیلانے کیلئے ہیں؟ کیا تمہارے فتوے مسلمانوں ہی کو کافر ومشرک اور بدعتی وگمراہ بنانے کے کام آتے ہیں؟ کیا یہ سب نکتہ چینیاں انہیں باتوں میں ہیں جنہیں تعظیم رسول ﷺ سے علاقہ ہو باقی سب حلال وشیر مادر؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

☆ کیا مذکورہ تمام کاموں سے متعلق حدیث رسول ﷺ میں کہیں کچھ موجود ہے؟ اگر نہیں تو پھر آپ نے ان تمام امور کو کیوں اختیار کر رکھا ہے؟ کیا ایسی شکل میں بھی آپ عامل بالقرآن والحدیث کہلانے کے مستحق ہیں؟ اگر ہاں تو لاؤ دلیل قرآن وحدیث سے!

☆ کیا عہد رسالت مآب ﷺ میں کسی مسلمان نے تنخواہ لیکر کارِ اذان و امامت کیا ہے؟

☆ ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارے نزدیک کسی فعل کی اجازت (۱) یا ممانعت (۲) اس پر موقوف ہے کہ قرآن وحدیث سے اسکا نام لیکر جائز کہا یا منع کیا ہو یا اسکی کچھ حاجت نہیں بلکہ کسی عام یا مطلق مامور بہ یا عام یا مطلق منہی عنہ کے تحت میں داخل ہونا کفایت کرتا ہے؟ برتقدیر اول (۱) آپ اپنے معمولات محدثہ کا قرآن وحدیث سے ثبوت دکھاؤ! برتقدیر ثانی (۲) آپ پر لازم ہے کہ معمولاتِ اہل سنت بالخصوص قیام وسلام، میلاد وفاتحہ اور اذان قبر کے بارے میں نام کے ساتھ قرآن وحدیث سے حکم ممانعت دکھاؤ! یا پھر بدعت کا دور خا نعرہ لگانا چھوڑ دو!

☆ آپ لوگ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ سارے افتاد تمہارے اوپر تمہارے قاعدہ کلیہ کی وجہ سے ہیں لہٰذا آئندہ جان بچانا چاہتے ہو تو قرآن وحدیث سے بدعت کی جامع ومانع تعریف کرو! ورنہ اسی طرح ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)

امام احمد رضا کی مکتوب نگاری کا تجزیاتی جائزہ

از:- غلام غوث قادری راچی

ادب میں مکتوب نگاری ایک ایسا فن ہے جس کے توسط سے انسان کی چھپی ہوئی شخصیت اور اس کے ذہن کو پڑھا جا سکتا ہے۔ خصوصاً مشاہیر کے خطوط ایسی سنجیدگی، متانت، ظرافت، ثقاہت، خوش مزاجی شگفتہ طبعی، برہمی، غضبنا کی کے علاوہ دوسرے احساسات و جزبہ کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ کسی فرد کو دیکھے بغیر خط کی تحریر سے اس کی عادتوں، خصلتوں اور میلانِ طبع سے واقف ہوا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خط لکھنے والا بے تکلف ہوتا ہے۔ اس وقت اسے یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس کی یہ تحریر معرض تشہیر میں آنے والی ہے بلکہ اس کو اطمینان ہوتا ہے کہ یہ نجی تحریریں جو اپنے کسی عزیز یا دوست کو لکھی جارہی ہے وہ ان کے محافظ اور امین ہوں گے لہٰذا خطوط میں تمام جذباتی مدوجزر پورے طور پر آشکار ہو جاتے ہیں بقول پروفیسر رشید احمد صدیقی:-

"خطوط کا معاملہ عشق ومحبت کا ہے۔ جس طور پر محبت ہو جاتی ہے، کی نہیں جاتی، اسی طور پر خط بھی لکھ جاتا ہے، لکھا نہیں جاتا"

(مکتوباتِ نیز پر اظہار خیال مشمولہ رسالہ نگار لکھنؤ جولائی ۱۹۴۰)

فاضل نقاد کی رائے میں خط لکھنے کا کوئی باقاعدہ طریقہ نہیں ہوتا جس طرح چاہے اس کی ابتداء کی جائے اور جہاں چاہیں اختتام۔ شرط یہ ہے کہ لکھنا آئے۔ خط اگر مختصر لکھنا چاہیں تو ایک لفظ میں بھی ہوسکتا ہے اور اگر پھیلانے پر آمادہ ہوں تو دفتر کے دفتر سیاہ کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اچھے خط کی پہچان یہ ہے کہ نہ زیادہ مختصر ہو اور نہ ہی اتنی وسعت دی جائے کہ صفحات کے صفحات استعمال کئے جارہے ہوں بلکہ میانہ روی اس کا حسن ہے موضوع کا معاملہ ایسا ہے کہ یہ کسی مخصوص دائرے میں محدود نہیں لیکن گفتگو کی طرح اس میں بھی غیر ضروری باتیں نہیں ہوتیں اور نہ زیادہ پھیلاؤ کی گنجائش ہے۔ اُردو کے صاحب طرز انشاء پرداز اور بلند پایہ نقاد پروفیسر خورشید الاسلام نے خط لکھنے کو ایک ایسے فن سے تعبیر کیا ہے۔ جس کے لئے صرف قلم اور کاغذ کی ضرورت پڑتی ہے ان کا خیال ہے کہ خط لکھنے کے لئے نہ کوئی ضابطہ ہے اور نہ کوئی اصول نہ اس کا کوئی خاص مزاج ہے اور نہ ہی موضوع کہتے ہیں:-

"ذہن میں کوئی خیال ہو یا نہ ہو خط لکھا جا سکتا ہے۔ جس طرح بات چیت کیلئے کسی موضوع کا نہ ہونا، اس کے ہونے سے زیادہ دلچسپ ہوتا ہے۔ اسی طرح خط میں نہ اصول کی ضرورت ہے، نہ خیال کی اور نہ موضوع کی زندگی اپنی راہیں خود بنالیتی ہے۔ خط اپنی باتیں خود پیدا کر لیتا ہے۔ زندگی کا نہ آغاز، نہ انجام بس ایک بہاؤ ہے۔ ایک روانی ہے۔ ایک اتج ہے۔ خط میں نہ ابتدا و نہ انتہا مدوسطہ نہ تکمیل نہ تشبیب نہ دعانیہ بس گریز ہی گریز ہے۔ (پروفیسر خورشید الاسلام تنقید ص ۸)

مذکورہ قول کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ خط لکھنے کے لئے کسی غور و فکر، تلاش و تجسس بنیادی چیز نہیں اور نہ ہی اس کیلئے سوچ بچار کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ مکتوب الیم کی شخصیت اور حیثیت اور جواب طلب امور کی نوعیت کے مطابق اسی انداز و طریق سے خطوط لکھ جائیں جس ترکیب و روش سے بالمشانہ گفتگو ہوا کرتی ہے۔ جہاں تک خط کی زبان کا سوال ہے جس طرح کی زبان چاہیں استعمال کی جاسکتی ہیں۔ مشکل، بخت مقفیٰ، مسمع، عالمانہ یا سادہ رواں دواں لیکن گفتگو کی زبان کو مقدم رکھنی چاہے۔ کتابی یا مقالے کی زبان سے خط میں بدلطفی اور بے کیفی پیدا ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے بھی خط کے لئے عام فہم، سہل، سادہ زبان کے استعمال کی حمایت کی ہے کہتے ہیں:-

ادب میں سینکڑوں دشواریاں ہیں۔ اس کی بے شمار راہیں اور ان گنت غایتیں ہیں لیکن خطوط میں جو جادو ہے (بشرطیکہ خط لکھنا آتا ہو) وہ اس کی کسی ادا میں نہیں، نظم ہو، ناول ہو، ڈرامہ ہو یا کوئی اور مضمون ہو

غرض ادب کی تمام اصناف میں صنعت گری کرنی پڑتی ہے اور صفت گری کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ بناوٹ کی باتیں جلد پرانی اور بوسیدہ ہو جاتی ہیں۔ صرف سادگی ہی ایک ایسا حسن ہے جسے کسی حال اور کسی زمانے میں زوال نہیں۔ بشرطیکہ اس میں صداقت اور ہم میں سے کون ہے جس کے دل میں سچ کی چاہ نہیں۔

(مولوی عبدالحق ادبی تبصرے ص ۷۶)

مکاتب کے معیار کا انحصار مکتوب نگار کی اپنی علمی لیاقت پر بھی منحصر کرتا ہے۔ خط کا مزاج مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے تعلقات کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ بے تکلیف دوستوں کے خطوں میں اپنائیت کی فضا اور سچائی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ ان پر کسی قسم کا حجاب نہیں ہوتا۔ بہت سے خطوط ادب کے قلمرو میں داخل ہو ادب کا حصہ بن جاتے ہیں۔ ان میں ادبی چاشنی بھی ہوتی ہے۔ لطافت بھی۔ نزاکت بھی اور جیتی جاگتی زندگی کی جھلک بھی۔ ان میں سادگی بھی ہوتی ہے اور پرکاری بھی۔ وہ انفرادی بھی ہوتے ہیں اور اجتماعی بھی۔

خط لکھنے کی ابتدا سب سے پہلے کس خوش نصیب شخص نے کیا اور وہ کون خوش قسمت انسان تھا جس کو پہلا خط ملا، یہ معاملہ اب تک تشنہ تحقیق ہے البتہ یہ کہا جاتا رہا ہے کہ خطوط نویسی کا آغاز اس زمانے سے ہو گیا ہوگا جب انسان نے رسم الخط کا ایجاد کیا اور لکھنا سیکھا۔ اب تک تحقیق کے مطابق با قاعدہ فن کی شکل میں مکتوب نگاری کی ابتداء سلطنت روم کے سائے میں ہوئی۔ اس سلسلے میں سسرو اور سینکا بزرگ (Seneca the elder) کے مکتوبات قابل ذکر ہیں جن میں روم کی زندگی کی جھلکیاں اور اس کی معاشرت کی پرچھائیاں ملتی ہیں۔ رومیوں کے مکاتیب کی زبان میں خطابت اور روزمرہ کی بول چال بین بین ہے۔ انگریزی زبان میں پندرہویں صدی میں مکتوب نگاری کا آغاز ہوا انگریزی زبان کی مکاتب نگاری کی خصوصیات تکلفی، سادگی، شگفتہ بیانی اور بزلہ سنجی ہے۔ یہاں بلاغت کی چاشنی کم اور زندگی کی چاشنی کافی دیکھنے کو ملتی ہے۔ انگریزی ادب میں ڈاکٹر سموئیل جانسن (Dr. Samuel Johnson) لارڈ چیسٹر فیلڈ (Lord Chester Field) ولیم کوپر (William Copper)، چارلیس تمیب کیٹس، شیلی، بائن، براؤننگ، جارج برناڈو شاہ وغیرہ کے خطوط قابل ذکر اور ادب کے شہ پارے تسلیم کئے جاتے ہیں۔ لاطینی زبا میں منظوم خط لکھنے کی روایت ہوریس (Horace) نے قائم کی۔ فرانسیسی ادب کے ادئی شہ پاروں میں نپولین، والٹیر وکٹر ہیوگو اور گلائی دی موپاساں کے نام کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ اسلام کی بعثت کے قبل عرب میں خط لکھنا ایک پیشہ تھا اور اس پیشے سے تعلق رکھنے والا کو کاتب کہا جاتا تھا اسلام کا ظہور ہونے پر اس فن نے کافی ترقی کی اور اس کی نگہداشت اور یادداشت کو کثرت اور وسعت عطا ہوئی۔ مسلمانوں نے پہلے خود آنحضرت ﷺ کے خطوط کو محفوظ رکھا۔ کم از کم چار خطوط اب تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہیں۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں خط لکھنے کیلئے کاتب مقرر کئے گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عہد خلافت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن ثابت کاتب کا فرض انجام دیتے تھے۔ حضرت عمر نے پہلی بار، دار الانشاء قائم کیا اور ان کے زمانے میں حضرت زید بن ثابت کے علاوہ عبداللہ بن ابی بن خلف کاتب مقرر کئے گئے۔ حضرت عثمان نے یہ ذمہ دار فردان بن حکم کو سونپی تھی جبکہ حضرت علی کے عہد میں حضرت عبداللہ بن الجارافع اور حضرت سعید بن بخر ان کو کاتب مقرر کیا گیا۔ اور بنو عباس کے عہد میں اس فن کو کافی عروج ہوا۔ دوسری صدی میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا خط قلم ہارون رشید کے نام اور امام لیث کا خط امام مالک کے نام خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ خطوط نگاری میں مہارت حاصل کرنے والوں کیلئے بہت سی کتابیں اور نمونے کے خطوط شائع کئے گئے۔ ان میں ابوبکر الخوارزمی کے رسائل، مقالات، بدیع الزماں الہمدانی اور ابومحمد القاسم الحریری کی مقامات جریری تصنیف ہوئیں۔ علماء اور صوفیوں میں امام غزالی کے مکتوبات سے پہلے کی کوئی چیز کا پتہ نہیں چلتا

۔خطوط نویسی کے آداب اور اس کی تاریخی ارتقاء پر عربی زبان میں ''صبح الاعشیٰ جیسی ضخیم تصنیف ابو العباس شہاب الدین نقشبندی نے لکھی۔ اس کے علاوہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری سے ویلمیر ں، سامنیوں، غزنویوں اور سلجو قیوں کی حکومت میں بھی اہل قلم ادیبوں کو اپنے خطوط اور مراسلات کے جمع کرنے کا ذوق پیدا ہوا۔ اس خیال کی تحریک دو وجہوں سے ہوئی۔ ایک تو یہ کہ ان عجمی پادستاہوں کی زبان فارسی اور ان کی حکومت کی زبان فارسی تھی۔ مامون رشید کے زمانے سے ہی فارسی زبان میں خط وکتابت کا سراغ ملتا ہے۔ عجمیوں نے جہاں جہاں اپنی حکومتیں قائم کیں وہاں فطری طور پر خط وکتابت فارسی میں ہونے لگی۔ ادھر ہلاکو خاں کے ذریعہ دولت عباسیہ کے خاتم کے بعد عربی زبان کا وقار بھی ختم ہو چکا تھا لہٰذا فارسی انشاء کو فروغ پانے کا موقع مل گیا۔ فارسی کے ادیبوں میں صابی، صاحب اور عماد کاتب سے لے کر مثل اسائر کے مصنف ابن عبد الکریم تکبہت سارے ایسے انشاء پرداز گزرے ہیں جن کے خطوط اور مراسلے ادب کے بشمین بہا سرمایہ تصور کئے جاتے ہیں۔ ہندوستان کے شاہی ادیبوں میں آئینۂ اکبری کے مصنف اور اکبر کے نورتن ابوالفضل کے خطوط کو تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ فارسی میں صوفیانہ مکتوبات میں ہندوستان کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ مذہبی اور اخلاقی تعلیم فلسفہ، و تصوف کے رموز و نکات کی تشریح وتعبیر کیلئے ہمارے صوفیاء نیمکا تیب نگاری کا سہارا لیا اور ان کے توسط سے مریدین و مقتقدین کی اشد و ہدایت کی۔ ان میں مخدوم الملک شرف الدین یحیٰ منیری کے مکتوبات صدی کے علاوہ سید اشرف جہانگیری سمنانی، سید محمد مکی (صحائف اسلوک) شاہ ولی اللہ کے مکتوبات آج بھی کوسر وسبیل کے روحانی پیاسوں کی پیاس کو بجھاتے رہیں گے۔ ان صوفیاء کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شیخ احمد سرہندی عبد القدوس گنگوہی، رشید الدین فضل اللہ، مولانا عبدالرحمٰن جامی ونیر لاہوری وغیرہ کی مکاتب پر مشتمل کتابوں کا ادبی مرتبہ آج بھی بہت بلند ہے۔ اور تعلیمی اداروں میں داخلِ نصاب ہے بادشاہوں ہی اورنگ زیب عالمگیر کے رقعات اس چمن کے سدا بہار پھول میں علماء اور صوفیاء کے یہ خطوط اپنی روحانی برکتوں، علمی بحثوں اور مذہبی حقیقوں کے سبب کے ہماری عقید تملذ یوں کا صحیفہ تصور کئے جاتے ہیں۔

اردو میں مکتوبات نگاری کا باقاعدہ آغاز مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ سے ہوتا ہے۔ اس سے پہلے اردو کے شعراء متقدمین کے مکاتب کا پتہ نہیں چلتا۔ مرزا غالب کے دو مجموع ''عود ہندی'' اور ''اردوئے معلیٰ'' کی انشاء پردازی کو ادب میں اہمیت حاصل ہوگئی۔ اپنے خطوط کے بارے میں خود مرزا غالب کا دعویٰ ہے ''میں نے مراسلہ کو مکالمہ بنادیا ہے۔ مرزا غالب کے بعد خطوط کو لکھنے اور انہیں محفوظ کرنے کا ایسا سلسلہ چلتا ہے کہ اس کی ادبی حیثیت مسلم ہوگئی۔ سرسید کے خطوط، مولانا جامی کے مکاتب نواب محسن الملک کے مکتوبات، امیر مینائی کی تحریروں، اکبر مرحوم کے عنایت نامے مولانا شبلی کے مکاتیب کے علاوہ حضرت امام احمد رضا کے خطوط، سید سلیمان ندوی، عبد الماجد دریابادی خواجہ حسن نظامی نے اپنے خطوط میں انشاء پردازی کے کمالات دکھانے کو نواب مرزا خاں داغ دہلوی اور ان کے شاگرد ڈاکٹر اقبال، صاحب طرف انشاء پرداز، نیاز فتح پوری مہدی افادی، مولوی عبدالحق رشید احمد صدیقی وغیرہ نے اپنے ایسے طور پر اسلوب کی توانائی اور انداز بیان کی شگفتگی کے علاوہ عالمانہ علمی وادبی نکات کو بھی نہایت اعتماد اور سچائی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ مولانا ابوالکلام کے خطوط کے مجموعے ''غبار خاطر کی اشاعت کے علمی نثر کو ادبی رنگ آہنگ کیا جس سے بلاشبہ اردو کے مکتوباتی ادب کا وقار بڑھا ہے۔

دنیائے اسلام کی عظیم شخصیت، دین کے مجدد، عشق رسالت کے گنج ہائے گراں مایہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی شخصیت مستغنی عن التعارف ہے آپ کی علمی و دینی کارناموں سے مسلمانوں میں جو ذہنی وفکری انقلاب پیدا ہوا وہ اظہر من الشمس ہے۔ جس کی شہادت پوری صدی دے رہی ہے۔ آپ کو

ہر علم میں انتہائی کمال حاصل تھا۔ جس فن اور جس موضوع پر قلم اٹھایا اپنی انفرادیت کا سکہ ثبت فرما دیا۔ علم قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، فقہ، تفسیر، ریاضی، ہندسہ، تصوف سلوک، تاریخ، نعت، ادب کے علاوہ مختلف علوم وفنون میں کمال حاصل گیا کسی نے کیا خوب کہاہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

میری گفتگو کا موضوع اس کثیر الجہت شخصیت کے ایک فکری کارنامہ یعنی اعلیٰ حضرت کی مکاتیب نگاری کا فکری وفنی تجزیہ ہے تا کہ فاضل بریلوی کے مکاتیب کی افادیت و اہمیت کے تمام نکات اجاگر ہو سکیں۔ آپ کے خطوط میں بے شمار حقائق و معارف اور مسائل دینیہ کے گوہر آبدار نمایاں ہیں۔ ان کے توسط سے معاشرتی زندگی کے مسائل کا حل بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ تو دوسری طرف ان مکاتیب کے مطالعے کے بعد اسلامی احکام کی پیروی کا جذبہ دلوں میں امنڈنے لگتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے روز مرہ کے مشاغل، تعلیمی سرگرمی، دینی وملی خدمات کے علاوہ اکابر دین وملت سے ان کے تعلقات کا اندازہ بھی ان خطوں کے ذریعہ بخوبی ہو جاتا ہے۔ فاضل بریلوی کی مکتوب نگاری کی سب سے بڑی خصوصیت انشاء پردازی کا کمال ہے۔ مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے اعلیٰ ومعیاری خطوط نگاری کی ظاہری ومعنوی خوبیوں سے ان کے مکاتیب آراستہ و پیراستہ ہیں اور عالمانہ شان کے مظہر۔ آپنے ایسے مکاتیب کی نشان دہی کی جائے۔ حضرت مولانا شاہ محمد میاں مارہروی قدس سرہ سجادہ نشین مارہرہ شریف نے فاضل بریلوی سے مکاتیب کے ذریعہ کثرت سے استفادہ کیا ہے۔ ان کے نام ایک خط میں اعلیٰ حضرت نے چند فقہی مسائل کا جواب اس عالمانہ انداز ہ سے دیا ہے کہ ایک خط کئی کتابوں پر بھاری ہے۔

''جب مبتدع یا فاسق معلن کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو نماز منفرداً نہ پڑھیں کہ جماعت واجب ہے۔ اس کی تقدیم، امامت کیلئے اسے آگے بڑھانا بکراہت تحریم اور واجب ومکروہ تحریمی دونوں ایک مرتبہ میں ہیں۔ ہاں اگر جمعہ میں دوسرا امام نہ مل سکے تو جمعہ پڑھیں اور ظہر اعادہ کریں کہ وہ فرض ہے اور فرض اہم ہے اسی طرح اگر اس کے پیچھے نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو پڑھیں اور اعادہ کریں۔ الــفتــنة اکبر من القتل'' ۔۲:- سود لینا مطلقاً حرام ہے مسلم سے یا کافر سے۔ ہاں اگر ڈاک خانے میں یہ جمع کرے اور ڈاکخانہ اس پر جو کچھ زیادہ دے اسے سود کی نیت سے نہ لے بلکہ یوں کہ ایک برضائے غیر مسلم بلا عذر ملتا ہے، تو لے لینا جائز ہے اور فقرائے مسلمین پر اس کا صرف اولیٰ۔

اعلیٰحضرت کا خط کا اقتباس ہمارے اس خیال کو تقویت بخشتا ہے کہ خطوط کے ذریعہ آپ نے دین متین کی نہ صرف تبلیغ فرمائی بلکہ اسلامی علوم وفنون کو سہل انداز میں پیش کرنے کا جوہر عطا کیا۔ مذکورہ اقتباس میں اعلیٰ حضرت کے مزاج کی اعتدال پسندی کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ فقہی مسائل کو توڑ مروڑ کر پیش نہیں کیا گیا بلکہ قوتِ استدلال کی خوبی موجود ہے۔ علمی مباحث ہی مکتوب الیہ کے علمی استعداد کے بموجب زبان استعمال کی گئی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی وسیع المشر بی،، رواداری، محبت وشفقت اپنی جگہ مسلم ہے لیکن جب اپنے قریب ترین معتقد، مرید یا کسی فرد کو اسلامی شعار کی خلاف ورزی کرتے دیکھتے ہیں تو بیبا کانہ طور پر اس کا اظہار اس پیرائے میں مخاطب کرتے کہ وہ خود سرمشار ہو کر فعل کے

ارتکاب سے توبہ کرتا ہے۔اس کا اندازہ بھی فاضل بریلوی کے مکتوبات کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔مثلاً اعلیٰحضرت کا ایک مکتوب حضرت مولانا شاہ عبدالسلام جبل پوری کے نام ہے۔اس خط میں مولوی سخاوت حسین صاحب سہوانی کے صاحبزادے غلام قطب الدین جو مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے تلمیذ رشید تھے کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

''غلام قطب الدین صاحب جب کبھی یہاں تشریف لائے ،فقیر کے ساتھ بہت خلوص سے پیش آئے ،سر پر بال بہت لمبے مثل نساَ تھے۔فقیر نے عرض کی کہ یہ حرام ہے،اسی جلسے میں کتروا ڈالے۔ان کا برہمچاری لقب البتہ ہندوانہ اور سخت معجوب ہے''۔(ماخذ مکتوب ۴ ربیع الاول شریف ۳۲ھ)

محسوس کیا جا سکتا ہے کہ فاضل بریلوی کی تحریر سے غلام قطب الدین صاحب کے سلسلے میں کسی قسم کی استہزا کی یا تضحیک کا پہلو نمایاں نہیں ہے۔جذبہ اسلامی ہے اور پھر مخاطب کو قائل بھی بالکل فقہی نکات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔خصوصاً یہ جملہ ''ان کا برہمچاری لقط البتہ ہندوانہ اور سخت معیوب ہے میں بھی خلوص کی گہرائیاں موجود ہیں۔اعلیٰ حضرت کی انشا پردازی کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ ان کی تحریر میں کسی قسم کا اشتقال یا سخت گیری کا پہلو نہیں ہوتا۔اشاروں اشاروں میں بات کہہ جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خطوط میں انشا پردازی کے لحاظ سے کہیں کہیں مرزا غالب کا رنگ نمایاں ہے۔پہلے مرزا غالب کے ایک خط کا اقتباس ملاحظہ کیجئے جو نواب انور الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام ہے۔ابتدا اس طرح ہوتی ہے:-

''حضرت پیرو مرشد اگر آج میرے سب دوست اور عزیز یہاں فراہم ہوتے اور ہم اور وہ باہم ہوتے تو میں کہتا کہ آؤ اور رسم تہنیت بجالاؤ۔خدا نے پھر وہ دن دکھایا کہ ڈاک کا ہرکارہ انوار الدولہ کا خط لایا''۔مرزا غالب کے خطوط نگاری کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ہم قوافی الفاظ کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں جس کی وجہ سے تحریر میں جاذبیت اور شیرنیت پیدا ہو جاتی ہے۔مثال کے طور پر مذکورہ اقتباس میں فراہم ہوتے رباہم ہوتے آؤ ربجالاؤ، دن دکھایا رخط لایا۔تحریریں اسے الفاظ کی صوتی آہنگ سے لطف ومسرت کا احساس ہوتا ہے۔یہ خصوصیت اعلیٰ حضرت کے مکاتیب میں بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔مثلاً ان کے ایک خط کا اقتباس پیش کیا جا سکتا ہے۔یہ خط حضرت مولانا شاہ عبدالسلام کے نام ہے:-

''دعائے جناب واحباب سے غافل نہیں،اگرچہ منہ دعا کے قابل نہیں۔اپنے عفو وعافیت کیلئے طالب دعاء ہوں کہ سخت محتاج دعائے صلحاء،ہوں۔اجل نزدیک اور عمل الیك و حسبنا الله ونعم الوکیل''

صوتی آہنگ کیلئے قوافی کا التزام اعلیٰ حضرت نے بھی کیا ہے جناب راحباب ،غافل نہیں رقابل نہیں،طالب دعاء ہوں ردعائے صلحاء ہوں،اجل جز دیک عمل آلیک۔ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے نثر میں شاعری کی ہے۔پڑھنے والا محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔میرے خیال سے اعلیٰ حضرت کے اس اقتباس کا تقابلی مطالعہ مرزا غالب کے مذکورہ اقتباس سے کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اعلیٰ حضرت مرزا غالب پر برتری لے گئے ہیں۔اِدھر اُدھر کی باتوں میں نہیں الجھتے البتہ جو کچھ لکھتے ہیں نہایت اعتماد،استناد اور صلہ امت کے ساتھ فقہی مسئلے کا جواب نہایت استناد کے ساتھ پیش کیا وہیں دوسرا حوالہ جات کے

سلسلے میں بھی معیاری اور معتبر کتابوں کو پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو یہ اقتباس جو مولانا ظفر الدین بہاری کے نام ہے:-

''تاتارخانیہ سے ایک عبارت علامہ طحطاوی نے حاشیہ درس بالواسطہ نقل فرمائی ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کے ساتھ علیہ السلام کا اختطاع لکھنا کفر ہے تخفیف شان نبوت ہے۔ اب کبھی بانکی پور جانا ہو تو اس عبارت کو ضرور تلاش کیجئے۔ اگر آپ کو ملے تو بحوالہ کتاب و باب مع نقل عبارت اطلاع دیجئے کیلئے گئے ہیں۔ مرزا غالب کی تحریر میں ظرافت اور مردم پرستی کا عنصر نمایاں ہے جبکہ اعلیٰ حضرت الفاظ کی تحریر میں خاکساری، انکساری کے علاوہ بے ثباتی عالم کا درس بھی ہے جو ہمیں دعوت فکر دیتا ہے۔ اس طرح یہ کہنے میں ہمیں ذرا بھی تامل نہیں کہ اعلیٰ حضرت کے مکاتیب میں علم و عرفان کی فضا دلکشی کے ساتھ ملتی ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خطوط عام طور پر طویل نہیں ہوتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ محض کام کی باتوں کے اظہار کو ہی اہمیت دیتے ہیں۔ اس اقتباس سے اعلیٰ حضرت کی فقہی معلومات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مسائل کے استنباط و استخراج کی بھرپور صلاحیت فاضل بریلوی میں تھی۔ اس چھوٹے سے اقتباس سے مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں کی شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔ دونوں کے درمیان کہنے سننے کی فضا ہے۔ پوچھنے اور بتانے کا ماحول ہے۔ گفتگو عالمانہ ہے لیکن خشک نہیں۔ زبان سادہ اور عام فہم ہے۔

اعلیٰ حضرت کو دیار حبیب سے کس قدر عقیدت و محبت تھی۔ اس کا اندازہ ان کے ایک مکتوب سے ہوتا ہے۔ وہاں پہنچنے کیلئے کس طرح بیتاب نظر آتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تمام جائداد کا معاملہ نپا کر ہمیشہ کیلئے گنبد خضریٰ کے زیر سایہ بچی ہوئی زندگی گزار دی جائے۔ رقم کے انتظام نہ ہونے کی وجہ سے خالی ہاتھ جانا طبیعت کو ناگوار گزری ہے۔ اپنے اس جذبات کی ترجمانی اپنے ایک خط بنام مولوی عرفان علی کے نام میں اس طرح کرتے ہیں:-

''وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظمہ بھی مرنے کو نہیں چاہتا۔ اپنی خواہش یہی کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو اور وہ قادر ہے۔ بہر حال اپنا خیال ہے مگر جائیداد کی جدائی یہ لوگ کسی طرح نہ کرنے دیں گے۔ خریدار کو مجھ تک پہنچنے ہی نہ دیں گے۔ کوئی منقول شے نہیں کہ بازار بھیج کر نیلام کر دی جائے، اور خالی ہاتھ بھیک پر گزر کرنے کیلئے جانا نہ شرعاً جائز نہ دل کو گوارا، دعا کیجئے کہ ہر کام کا انجام بخیر ہو والسلام۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۸/ماہ مبارک ۳۲ھ''

پوری تحریر شاہد کہ اعلیٰ حضرت کی حیات مقدسہ کا ایک ایک لمحہ سرکار دو عالم کے عشق و محبت میں بسر ہوتا رہا۔ آپ کا شمار ان ہستیوں میں ہوتا ہے جن کے قلوب عشق الٰہی و محبت رسول سے لبریز سرشار ہیں۔ آپ شریعت کے امام و مجدد ہونے کے ساتھ ساتھ طریقت و معرفت کے بادشاہ بھی ہیں لہٰذا خالی ہاتھ جانا فاضل بریلوی کو گوارہ نہ ہوا۔

بدھولیا میں جلسۂ نوری

۱۴ جون ۲۱ ربیع الاول بروز جمعرات کو بعد نماز عشاء آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ بدھولیا کے زیر اہتمام ایک جلسۂ نوری منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت محدث بریلوی حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ نے فرمائی اور مولانا محمد فاروق رضوی (بمبئی)، حافظ صغیر اختر رامپوری، مولانا محمد شہاب الدین رضوی، مولانا علی احمد سیوانی، وزیر احمد، عبد الواحد، عزیز محمد، محمد جابر سید عبد الحق، سلیم اختر محشر بریلوی اور فاروق مدناپوری نے خراج عقیدت پیش کی۔

(ڈاکٹر حافظ امجد علی صدر جماعت رضائے مصطفیٰ بدھولیا ضلع بریلی)

تذکرۂ خیر حضرت شیخ نظام الدین عثمانی بندگی میاں رحمۃ اللہ علیہ

از:--- قمرغنی عثمانی امیٹھوی، سکریٹری نشرواشاعت جماعت رضائے مصطفی بارہ بنکی

ضلع لکھنؤ کا ایک قصبہ امیٹھی شریف ہے اس سرزمین پر ایک بزرگ حضرت شیخ یٰسٓ عثمانی علیہ الرحمہ آرام فرما ہیں۔ دس محرم الحرام شریف ۹۰۰ھ کی صبح کہ اچانک حضرت شیخ یٰسٓ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے کاشانۂ اقدس سے ایک بہت تیز روشنی نمودار ہوتی ہے اور یہ روشنی اتنی تیز ہوتی ہے کہ پڑوسی اپنے اپنے گھروں میں اسی روشنی کو ملاحظہ کرتے ہیں اور باہر نکل پڑتے ہیں جب نگاہیں حضرت یٰسٓ عثمانی کے گھر پر پڑتی ہیں تو لوگ یہ سمجھ کر کہ گھر میں آگ لگ گئی ہے پانی سے بھرے ہوئے بالٹی اور گھڑے لے لے کر دوڑ پڑتے ہیں جب قریب پہونچتے ہیں تو استفسار کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ نہیں ہے بلکہ رب قدیر کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اس گھر میں جلوہ فگن ہوئی ہے یعنی حضرت شیخ نظام الدین عثمانی المعروف بہ بندگی میاں رحمۃ اللہ علیہ اس خاکدان گیتی پر تشریف لائے ہیں اور آتے ہی اپنی ولایت کا اعلان کر دیا (انوار بندگی) آپ حضرت شیخ یٰسٓ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں اور خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکیسویں پشت مبارکہ میں ہیں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی وحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ہم عصر ہیں۔

جب آپ کی عمر شریف چار سال چار ماہ کی ہوئی تو حضرت مخدوم صالحی علیہ الرحمہ نے بسم اللہ شریف پڑھائی قرآن مجید اور ابتدائی کتب درسی کی تعلیم دی دس سال کی عمر میں حضرت مخدوم مذکور نے آپ کو اپنے مرشدزادوں کی خدمت میں شیراز ہند جون پور شریف بھیجا آپ راہ میں جن جن باکمال بزرگوں کا شہرہ سنتے ان سے اکتساب فیض کرتے ہوئے حضرت معروف جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں جونپور شریف پہونچے جن کی توجہ خاص سے آپ تیرہ سال کی عمر میں علوم ظاہری وباطنی سے فارغ ہو گئے اور حضرت معروف جونپوری علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل کر کے وہیں ریاضت میں مشغول ہو گئے اور بہت قلیل عرصہ میں مرتبۂ قطبیت پر فائز ہو گئے حضرت معروف جونپوری نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا اور دوران تعلیم آپ پر خصوصی توجہ فرماتے حضرت معروف جونپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اللہ داد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں جنہوں نے کافیہ وہدایہ کی شرح لکھیں (اخبار الاخیار) صاحب مراۃ الاسرار حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بندگی میاں رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ''آپ سے اس قدر کرامات کا ظہور ہوا کہ بیان سے باہر ہیں اور آپ کے تصرفات جو اس فقیر (عبدالرحمٰن قدس سرہ) پر ہوئے اگر ان کو دائرۂ تحریر میں لایا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائیگی آپ کے کمالات آج تک آپ کے مرقد مبارک سے ظاہر ہو رہے ہیں۔

تاریخ داں حضرات شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ کی اسلامی خدمات اور اشاعت دین کے جذبے سے اچھی طرح واقف ہیں لیکن حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذہن میں دینی شعور کس نے راسخ کیا؟ بلاشبہ آپ کے اندر دینی شعور کو

بیدار کرنے میں آپ کے استاذ گرامی استاذ الملک حضرت ملا احمد جیون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا حصہ ہے اور حضرت ملا احمد جیون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو استاد الملک بنانے والی بھی یہی آغوش تربیت تھی یعنی حضرت بندگی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی صالح مجلس جس نے اسلامی شعور وآگہی کو ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ کے دماغ میں راسخ کر دیا تھا۔

حضرت بندگی میاں رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی بہت متقی پرہیزگار اور متبع سنت تھے۔ کاشانۂ اقدس میں کھانا پکانے والی خادماؤں کو آپ کا حکم تھا کہ کھانا پکانے کے وقت سر ڈھکا ہوا ہو اور ذکر الٰہی کی آواز آپ کے گوش مبارک تک آنا ضروری تھی۔ ایک مرتبہ ایک خادمہ کی زبان ذکر الٰہی سے کچھ وقت کیلئے غافل ہوگئی تو آپ نے فرمایا یہ کھانا لے جاؤ اور کتوں کے سامنے ڈال دو، یہ کھانا انسانوں کے کھانے کے لائق نہیں ہے۔

شریعت نے غیر مسلم طبیب کا علاج کرنے کی اجازت دی ہے مگر اللہ اکبر یہ تقوئے بندگی ہے کہ شوال المکرم ۹۷۱ھ میں آپ مبتلائے تپ محرقہ وآشوب چشم ہوئے خدام وفرزندان نے غلبۂ محبت میں ایک غیر مسلم طبیب کو بلا کر نبض دکھانی چاہی نبض سے طبیب مذکور کا ہاتھ مس ہوتے ہی آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا "لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، بوئے کفری آید" آپ نے فتنۂ اکفری دور الحاد اکبری میں جو خدمات دین متین فرمائیں ان کارنامۂ حیات کا مطالعہ کریں تو آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ حضور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر کے مطابق آواز دے رہا ہے

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیف اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں کہ آپ (حضرت بندگی میاں) صاحب باطن تھے اور کشف ظاہر میں اونچا مقام رکھتے تھے جو شخص آپ کے پاس گیا اس نے آپ کی کراماتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں آپ کا یہ دستور تھا کہ صبح صادق ہوتے ہی مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے، حسب معمول ایک دن خلوت سے مسجد تشریف لائے اور صحن میں کھڑے ہوکر فرمایا ہم یہیں نماز پڑھیں گے چنانچہ بعد نماز جب لوگوں نے تحقیق کی تو دیکھا کہ آپ کی پرانی جگہ بچھی ہوئی جانماز کے نیچے سانپ لیٹا ہے۔

۲۹ رذیقعدہ ۹۷۹ھ کو آپ نے اس دنیائے فانی کو خیرآباد کہہ کر جان جانِ آفریں کو سپرد کردی۔

جان دے دی وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

ہر سال تاریخ وصال ۲۹ رذیقعدہ کو آستانۂ عالیہ نظامیہ امیٹھی شریف میں صاحب سجادہ صوفی شاہ کمال الدین عثمانی صاحب کی سرپرستی میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ آپ کا عرس منایا جاتا ہے اور دور دراز سے لوگ عقیدت وارمان سے حاضر ہوکر فیض حاصل کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت جل جلالہ بطفیل حبیب پاک ﷺ ہم تمام مسلمانوں کو اولیاء کرام کی سچی محبت میں سرشار رہنے کی توفیق دے اور گستاخان خدا ورسول جل جلالہ وﷺ سے دور ونفور رکھے خصوصاً فرقۂ ضالہ وہابیہ دیابنہ نجدیہ وغیرھم کے مکر وشر وکید سے محفوظ ومامون رکھے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری

آہ فدائے ناموس رسالت شہید اہلسنت محمد سلیم قادری اوران کے شہید رفقاء

تمام دنیائے سنیت میں اچانک یہ افسوس ناک خبر سنی گئی کہ ۲۳ رصفر المظفر ۱۴۲۲ھ بروز جمعۃ المبارک کراچی میں نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے جاتے ہوئے سنی تحریک کے قائد وبانی محمد سلیم قادری مع رفقاء کرام شہید کردیئے گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

مولیٰ تعالیٰ بوسیلہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء مرحومین کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ یتیم بچوں بچیوں کے بہتر مستقبل کے وسائل واسباب میسر فرمائے اور حکمرانوں کو اپنی منصبی ذمہ داری کا صحیح احساس کرتے ہوئے سنگدل ظالموں قاتلوں کو جلد از جلد بے نقاب کرنے اور انہیں قرار واقعی عبرتناک سزا دینے کی ہمت وتوفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

نجد ودیو بند کے پروردہ تربیت یافتہ بدعقیدہ ظالموں کی طرف سے عاشق مصطفیٰ شہید اہلسنت مولانا محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ کونہایت وحشیانہ طور پر شہید کرنے کے بعد شہید ناموس رسالت، مجاہد اہل سنت محمد سلیم قادری اوران کے رفقاء کوشہید کرنے کا یہ دوسرا بڑا واقعہ وسانحہ عظیمہ ہے۔ جس کے ظالمانہ ارتکاب سے نجد ودیوبند کے دہشت گردوں نے نجدی تحریک کے مظالم کو دہرایا ہے جو حکومت واہلسنت وجماعت کیلئے بہت بڑا لمحہ فکریہ ہونے کے علاوہ اس بات کا بھی واضح مظاہرہ ہے کہ اہل نجد ودیوبند جب شیران اہل سنت ومجاہدین اسلام کے دلائل وحقائق سے لاجواب ہوجاتے ہیں تو اہل باطل کی پیروی کرتے ہوئے اس طرح قتل ناحق کی خونی واردات کا ظالمانہ ووحشیانہ ارتکاب کرکے اپنی دہشت گردی سے ملک وملت کو خطرات سے دوچار کرتے اوران کے مفادات کو نقصان پہنچا کر دشمنان اسلام کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ع

ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار

دیکھنے والوں کو یاد ہوگا کہ قائد سنی تحریک، بظاہر دبلے پتلے نوجوان تھے لیکن بہت باہمت مجاہد اور شیر دل انسان تھے۔ ناموس رسالت کا تحفظ مساجد کی حفاظت اور بدمذہب قبضہ گروپوں کے تسلط سے سنی مساجد کو واگزار کرانا بطور خاص ان کا نصب العین تھا اور آج جبکہ بہت سے بوڑھے بوڑھے حاجی نمازی اور کئی نعت خوان وحفاظ کرام اور مولوی ومقررین بھی داڑھی پوری رکھنے اور سر پر عمامہ باندھنے سے شرماتے کتراتے اور کٹ حجتی کرتے ہیں ماشاء اللہ سلیم بھائی نوجوان لیڈر ہونے کے باوجود باریش وعمامہ پوش تھے اور اپنے جبہ ایمانی کے تحت بدمذہبوں کے ساتھ میل ملاپ اور مصافحہ ومعانقہ سے بھی اجتناب کرتے تھے جبکہ کئی بڑے بڑے صلحکلی مولوی اور لیڈر کہلانے والے بدمذہبوں، گستاخوں کے ساتھ میل ملاپ وخورد ونوش میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے واللہ الھادی والموفق۔

سلیم بھائی کی اسی روش وتربیت کا نتیجہ ہے کہ سلیم بھائی کی شہادت کے بعد جب مودودی جماعت کے لیڈر قاضی حسین احمد نے بھولے بھالے سنیوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کیلئے سلیم بھائی کے اہل خانہ اور سنی تحریک والوں سے ملاقات ومرحوم کی فاتحہ خوانی کیلئے رابطہ کیا تو انہوں نے قاضی حسین احمد کو اپنے یہاں آنے کی اجازت نہیں دی۔

تاریخی جنازہ دوسروں کی زبان سے

سنی تحریک کے قائد سلیم قادری کے قتل نے کراچی شہر کو جڑ سے ہلادیا ہے ایک نوجوان فعال اور سرگرم مذہبی رہنما کی حیثیت سے سلیم قادری نے اہلسنت وجماعت سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر کتنے گہرے اثرات چھوڑے، اس کا اندازہ ان کی نماز جنازہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد سے لگایا جاسکتا ہے اس رات کشادہ سڑکوں، کھلے راستوں اور درجنوں گلیوں کو ٹوپی اور داڑھی والے ہزاروں سوگواروں کے انسانی سمندر نے ڈھک دیا تھا سلیم قادری کی نماز جنازہ سے بہت سے لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ان کی شہادت مقبول قرار پائی ہے اور انہیں قتل کرنے والے مردود ٹھہرے ہیں۔ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

بی بی سی لندن اور بعض قومی اخبارات کی رپورٹ کے مطابق قادری کا جنازہ کراچی کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔

مشاہد ملت مولانا مشاہد رضا خاں پیلی بھیتی کی ایک جامع شخصیت

از ـــ مولانا ریاض حیدر حشمتی الجامعۃ الحشمتیہ معین العلوم بازار باغ دھانے پور گونڈہ

دنیا میں کسی شخص کیلئے عزت واحترام کے نقطۂ نظر سے نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے کہ وہ مسلم شخصیت کا عزیز ہو کسی بڑے سیاسی گھرانے کا فرزند ہو---کسی روحانی شخص کا نورچشم ہو---کسی ممتاز ادیب یا خطیب کا جگر گوشہ ہو۔اس طرح کوئی بھی نسبت اس شخص کیلئے عزت ووقار کی دائمی سند کا درجہ رکھتی ہے---دنیا بھر میں اس طرح کا کوئی بھی حوالہ لائق توجہ سمجھا جاتا ہے---کم از کم ایک دو نسلیں تو اس احساس سے معمور ہی رہتی ہیں---اور کوئی بھی انہیں اس اعزازی استحقاق سے محروم نہیں کرسکتا بایں ہمہ اگر وہ شخص ان حوالوں کے ساتھ خود بھی کوئی روحانی ، سیاسی، معاشرتی، علمی اور ادبی حیثیت کا حامل ہوتو یہ سونے پر سہاگے والی بات ہے اور اس کو قرآن السعدین کہا جاتا ہے۔اس پس منظر میں جب ہم جانشین شیر بیشۂ اہل سنت مشاہد ملت حضرت علامہ مفتی شاہ محمد مشاہد رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کی تاریخی یا یوں کہیے کہ تاریخ ساز ہستی کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک خوش وار حیرت ہوتی ہے کہ سیدی مظہر شیر بیشۂ اہلسنت اپنی دیگر خصوصیات کی طرح اس خصوصیت میں بھی انفرادی شان کے حامل نظر آتے ہیں۔ ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ کیا کیا نسبتیں اور کیسی کیسی عظمتیں آپ کے حصہ میں آئیں۔ دیکھئے! وہ کس کے نور نظر لخت جگر اور بھیجتے ہیں۔ایک ایک نسبت کی بزرگی کو دیکھنے کیلئے کوہ ہمالہ جیسا قد کاٹھ چاہیئے ۔اللہ اللہ آپ کے والد گرامی کون؟ حضور شیر بیشۂ اہل سنت ! وہ شیر بیشۂ اہل سنت جنکی ایک ایک سانس میں خوشبوئے نبی ﷺ بسی رہی۔جنکو مظہر اعلیٰ حضرت ولدِ مرافق اور ابوالفتح کا خطاب حاصل ہے۔جو ہر میدان میں فاتح ومنصور رہے۔جنکی حق گوئی کا کوئی جواب نہیں جنکی روحانیت ہدایت کا سرچشمۂ نہری۔العظمۃ اللہ -آپ کے چچا کون؟ محبوب ملت !مفتی اعظم ریاست پٹیالہ۔صاحب تصانیف کثیرہ جنہوں نے مسلک کی حفاظت کیلئے جیل کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔جنکے ایثار نے ملت کا وقار بلند کیا اور امتِ مرحومہ کی شیرازہ بندی کیلئے اپنا سب کچھ قربان کردیا۔

دیکھ رہے ہیں آپ کہ جنکے والد بحر العلوم چچا بھی بحر العلوم اور خود بھی بحر العلوم ۔کیسی کیسی عظیم نسبتوں اور شاندار حوالوں سے جڑے ہوئے ہیں۔لیکن اس طرح کے حوالے جہاں کسی کو بہت اونچا مقام دیتے ہیں وہاں اس کا نام گم ہوجانے کا مسئلہ بھی پیدا کردیتے ہیں۔

مشاہد ملت قدس سرہ بیشک ان حوالوں سے ایک مقدس اور محترم پہچان کے حامل ہیں لیکن ساتھ ہی تاریخ میں ان کا اپنا ایک مستقل مقام اور معزز نام موجود ہے عظمت وحرمت کی کہکشاں میں ممکن ہے کہ ایک آدھ ستارہ دب جائے ۔رنگ ونکہت سے معمور گلستاں میں اندیشہ ہے کہ کچھ پھول اپنی بہار نہ دکھلاسکیں۔مگر حشمتی کہکشاں میں ہر ستارہ روشن اور اس گلزار میں ہر پھول پر بہار نظر آتا ہے۔ بڑے باپ کا بیٹا ہونا، عظیم ماں کا فرزند ہونا، جلیل القدر خانوادے کا فرد ہونا، پرشکوہ گھرانے کا چشم و چراغ ہونا۔ یقیناً باعث سعادت ہوتا ہے لیکن کسی امتحان وآزمائش سے کم نہیں ہوتا۔کیونکہ بڑے باپ کی عظمت کی لاج رکھنا عظیم ماں کی آغوش کا حق ادا کرنا۔پرشکوہ خاندان کی قدر وعزت کا پاس ولحاظ برقرار رکھنا اور گھرانے کی شان شوکت سطوت وصولت کا تحفظ کرنا کوئی معمولی کام نہیں۔ساتھ ہی الگ سے اپنی شناخت بنانا کارے دارد۔

حضور شیر بیشۂ سنت کے جانشین اور فرزند بلند قدس سرہما کو اس حیثیت سے تو یہ خراج عقیدت ومحبت حشر تک ملتی رہے گی۔ کہ وہ مظہر اعلیٰ حضرت کے چشم وچراغ ہیں۔مگر خاندان حشمتیت بھی اس پر ہمیشہ فخر کرتا رہے گا حضور مشاہد ملت اس خاندان کے ایک فرد ہیں۔

بعد وصال تو تعزیت کے طور پر تاثر پیش کرنے کا رواج بہت قدیمی ہے۔انتہائی کمال تو یہ ہے کہ زندگی ہی میں نہیں بلکہ عین شباب میں بزرگوں کا معتمد بن جائے۔ مجھے یاد پڑ رہا ہے کہ دنیائے سنیت کی عظیم عبقری شخصیت جانشین اعلیحضرت حضور مفسر اعظم قبلہ قدس سرہ بریلی شریف کے ماہنامہ اعلیٰ حضرت ۱۹۶۲ء میں ص ۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ" ہماری جماعت سے جو جارہا ہے اس کی جگہ خالی ہوتی جارہی ہے مگر شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمہ گئے تو ان کے جانشین نے ان کی جگہ پوری کردی اور دیو بندیوں کا زخم ہرا رہا بھرنے نہ پایا"۔

اس سے بڑا کمال اور کیا ہو سکتا ہے کہ مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی قدس سرہ جیسی شخصیت نے عین زمانۂ شباب میں آپ کو مظہر شیر بیشۂ اہل سنت جانا اور تحریر کیا۔

ایک علمی حوالہ بطور دلیل حاضر ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر آپ، کی علمیت کا کچھ اندازہ تو ہی جائیگا۔ یہ ۱۹۸۳ء کی بات ہے کہ یادگار سلف حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد صاحب قبلہ قدس سرہ کے زمانۂ تدریس میں مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی (سدھارتھ نگر) سے ایک طالب علم کے ذریعہ علم نحو کا ایک سوال کرایا گیا۔ سوال پڑھ لینے کے بعد اس کا جواب پڑھنے اور حضرت مشاہد ملت علیہ الرحمہ کی خداداد صلاحیت کا اندازہ لگایئے مجبوراً کہنا پڑے گا کہ:-

ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی

سوال:- حضور پیر و مرشد بڑے سرکار صاحب قبلہ دام ظلھم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد سلام و آداب قدمبوسی کے عرض خدمت میں یہ ہے کہ شرح ماۃ میں ہے: اعلم ان العوامل فی النحو علیٰ ماالفه الشیخ الامام الخ اس عبارت میں جو ''ما'' استعمال ہوا ہے وہ کونسا ''ما'' ہے اگر عام اساتذہ کے ترکیب کرانے کے مطابق اس ما کو اسم موصول قرار دیا تو یہاں عبارت ھٰذا میں مائے موصولہ کا مصداق کیا ہے؟

(۱) لائے نفی جنس ہے اردو زبان میں دونوں جملوں کے ترجمہ میں کوئی فرق ہے یا نہیں نفی جنس کا معنی کیا ہے رحمۃً علی الاصاغر کے پیش نظر کرم فرمائیں۔ ۲۸؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ - موضع بڑھیا مدرسہ بڑھیا ضلع بستی

الجواب بعون الملک الوہاب:- (۱) جملۂ اولیٰ میں صرف افادۂ عموم ہے اور وہ جملہ دال بر عموم ہے التزام عموم نہیں ترجمہ اردو میں یہ ہے مرد گھر میں نہیں ہے اور جملۂ ثانیہ میں تحصیص عموم اور التزام عموم ہے کوئی مرد گھر میں نہیں ہے: قال فیشرح الالفیه ان عقیل ص ٥٥ والمرا بها لا التی قصد بها التنصیص علیٰ استغراق النفی للجنس کله وانما قلت التنصیص احتراز اعن التی یقع الاسم بعد هامر فوعا خولار جل قائما فالها لیست نصافی نفی الجنس اذ یحتمل لفی الواحد ونفی الجنس وقال فی الکواکب الدریه ص ۱۳۰ ج ۱ واما لا التی نفی الجنس فهی التی یرادبها نفی جمیع الجنس علیٰ سبیل التنصیص بحیث لا ینبقی فرد من افراده .فخرج لها العامل عمل لیس ما نظرت الی الان فی الکتب التی طالعت معنی الجنس لکن من الا مثال یفهم ان مرادهم الکلی و ار جو ا ان یکون صوابا(فیه ما فیه)

(۲) "ما" فی هذه العباره اما موصولة اونکرة موصوفة والضمیر المنصوب فی الفه یرجع الی ماوهوای ماذوجهتین باعتبار اللفظ مذکروباعتبار المعنی فی هذا المقام مونث ومصداقه فی هذا المقام العوامل والعبارة تشریحا للمرام تکون هکذا ان العوامل فی النحومائة ومائتها وانحصار ها اوکینونتها مائة مبنیة علی ما الفه الشیخ لان بعضهم زارعلی المائة ولعضهم اختصر والتراکیب لیست بمنحصرة ولا بمحدودة فیما کتب قدرکب السمة زائدة علیٰ خمسة الوف فلا مانع ولاحارج للتوسیع ان زید ثم صح فای محذ ورللقبول بعد هذا التوضیح لاغبار فی مراد العباده والمقصود ظاهرفتد بحروتفکروان لم تفهم فارجع الاساتذة۔

۸؍ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۳؍ اپریل ۱۹۸۳ء

یہ تو نمونۂ عرض کر دیا ہوں ورنہ بہت سارے جواہر پارے ہیں جو مختلف علوم وفنون پر پھیلے ہوئے ہیں اگر ان کو یکجا کر دیا جائے تو ضخیم کتاب ہو جائے اگر وقت نے فرصت دی بتوفیقہ تعالیٰ انشاء المولیٰ جلد اس کی جانب توجہ کی جائیگی۔ شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت میں جس قدر آپ کو بصیرت اور گہرائی و گیرائی حاصل تھی اس کا اندازہ ارباب بصیرت ہی لگا سکتے ہیں مگر اتنا بڑے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ شہزادۂ شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمہ بلاشبہ شریعت وطریقت دونوں کے سنگم تھے اگر ایک طرف شرعی علوم پر آپ کی گرفت مضبوط تھی تو دوسری طرف طریقت کے اسرار و رموز پر بھی آپ کی گہری نظر تھی۔ افسوس کہ ایسی جامع شخصیت ۲ شوال ۱۴۱۹ھ جمعرات کا دن گزار کر عشاء کی نماز اور وظائف سے فراغت کے بعد یہی شعر پڑھتے کہ ع

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا ☆ سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

لاکھوں عقیدت مندوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے

جہاں نما

امیٹھی میں جشن عید میلاد النبی ﷺ

۱۲ربیع الاول شریف کی رات میں حضرت بندگی شیخ نظام الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کے سامنے جماعت رضائے مصطفیٰ امیٹھی شریف ضلع لکھنؤ کی جانب سے ایک شاندار جشن عید میلاد النبی ﷺ صاحب سجادہ آستانہ عالیہ نظامیہ حضرت شاہ کمال الدین عثمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں خصوصی مقررین میں احمد آباد سے تشریف لائے حضرت مولانا معین الحق اکبر القادری صاحب اور قاری شبیر احمد صاحب لکھنؤ نے شرکت کی اور شعراء عظام نے بھی شرکت کی چشم و چراغ خاندان بندگی جناب قمر غنی عثمانی صاحب کی فرمائش پر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی کلام پڑھے قاری شبیر صاحب نے سرکار کی سیرت پاک پر تقریباً دو گھنٹے خطاب فرمایا اس کے بعد جناب رشید صاحب نے نیر امیٹھوی صاحب کا کلام پڑھا بعدہ سید معین الحق صاحب کے بہت اسرار پر چشم و چراغ خاندان بندگی جناب قمر غنی عثمانی صاحب نے تقریباً ۲۰رمنٹ تک مسلک اعلیٰ حضرت پر روشنی ڈالی اور یہ اعلان کیا کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے والا اگرچہ رشتے میں ہمارا بھائی نہ ہو لیکن ہمارا دینی بھائی ہے اور جو مسلک اعلیٰ حضرت سے انحراف کرتا ہے وہ اگرچہ ہمارا باپ یا بھائی ہو اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے بعد سید معین الحق صاحب نے تقریباً ۲رگھنٹے تک وہابیت سوز خطاب فرمایا۔ بعدہ راقم نے صلوٰۃ سلام پڑھا اور صاحب سجادہ شاہ کمال الدین عثمانی صاحب نے دعا فرمائی اور شیرینی بانٹی گئی۔ بعد نماز فجر جلوس محمدی ﷺ کا افتتاح کیا گیا۔ باشندگان امیٹھی شریف نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

(قاری صغیر احمد قادری امیٹھوی)

سہلاؤ شریف میں جشن یوم رضا

دار العلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف میں روایت سابقہ کی طرح امسال بھی قرآن خوانی کے بعد الحاج سید پیر کبیر شاہ بخاری قادری سرپرست اعلیٰ ادارہ ھٰذا کی صدارت میں بروز اتوار ۲۵رصفر المظفر دار الحدیث میں یومِ رضا منعقد ہوا جس میں ادارہ ھٰذا کے جملہ طلباء اور اساتذہ اور گرد و نواح کے عوام الناس نے شرکت کی۔ قاری عبد الشکور کی آواز میں جشن کا آغاز ہوا۔ طلباء ادارہ نے نعت، منقبت، اور تقریریں بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں پیش کیں اصاغر نوازی، حوصلہ ازائی سرپرست اعلیٰ نے بشکل انعام فرمائی۔ بعدہ حضرت مولانا محمد رمضان صاحب مدرس ادارہ ھٰذا نے ''ذات اعلیٰ حضرت'' پر روشنی ڈالی۔ حضرت مولانا جان محمد سہروردی نے بزبان سندھی ''تقویٰ امام احمد رضا'' کو عنوان سخن بنایا۔ حضرت علامہ مولانا عبد النبی علیمی بشان مجددیت پر تقریباً ۲۰رمنٹ تقریر فرمائی۔ آخری کڑی حضرت حاذق حلیم و مولانا سید نور اللہ شاہ قادری بخاری شان'' علماء اور امام احمد رضا کا عشق رسول'' کے تحت خطاب فرمایا راقم الحروف نے بارگاہ رسول میں مشہور زمانہ سلام تضمین پر ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

(احقر ھاشم رضا مصباحی خادم دار العلوم ھٰذا سہلاؤ راجستھان)

اکیسواں عرس و جشن صد سالہ ولادت حضور مجاہد ملت

اسلامی دنیا کیلئے یہ بہت ہی عظیم خوشخبری ہوگی کہ صوبۂ اڑیسہ کے مشہور و معروف ضلع بھدرک، دھام نگر شریف میں مورخہ ۲۷/۲۸/ جولائی ۲۰۰۱ء کو ۲۱رواں عرس و جشن صد سالہ ولادت حضور مجاہد ملت کا انعقاد بہت ہی تزک و احتشام کے ساتھ صاحب سجادہ پیر طریقت حضرت سید غلام محمد حبیبی صاحب قبلہ کی سرپرستی میں ہو رہا ہے جس میں حضرت

علامہ سید امین ملت صاحب قبلہ مارہرہ شریف، حضرت علامہ عزیز ملت صاحب قبلہ مبارکپور، حضرت شیخ ابوبکر صاحب کیرلہ، حضرت عبید اللہ خاں اعظمی صاحب قبلہ عالی جناب سی ایم ابراہیم صاحب و دیگر علماء و مشائخ شرکت فرمارہے ہیں۔ (سکریٹری عرس محمد عبدالحکیم حبیبی دھام نگر)

جماعت رضائے مصطفی شاخ مالیگانوں کی سرگرمیاں

الحمد للہ جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ مالیگاؤں نے رضا لائبریری پر عرس اعلیٰ حضرت شاندار پیمانے پر منعقد کیا جس میں مفتی عابد حسین رضوی صاحب اور مفتی واجد علی قادری صاحب (خلیفہ مفتی مجیب اللہ خاں) کی تقاریر ہوئیں۔

پروگرام بہت ہی کامیاب رہا۔ پروگرام کا انعقاد صفر المظفر کی ۲۵ رویں شب کو ہوا۔

بارہویں شریف عیا.ں کی عید پر جماعت رضائے مصطفیٰ نے رضا لائبریری پر بوقت صبح صادق محفل صبح بہاراں کا انعقاد کیا شب تین بجے سے اذان فجر تک محفل چلتی رہی۔ ایک خاص بات یہ کہ رضا لائبریری قلب شہر میں اور بس اسٹینڈ کے سامنے ہونے کے سبب تمام پروگراموں کا مرکزی پوائنٹ ہوتی ہے۔

عید میلاد پاک کی صبح ساڑھے آٹھ بجے سنی جمیۃ العلماء کی جانب سے دارالعلوم حنفیہ سنیہ سے جلوسِ عید میلاد النبی ﷺ نکالا اور ایک بجے شہر کی اہم شاہراہوں سے گزرتا ہوا اے ٹی ٹی ہائی اسکول کے گراؤنڈ پر اختتام پذیر ہوا جلوس کی قیادت امسال حضرت غلام محمد خاں رضوی نے فرمائی۔ اسکے علاوہ جماعت کی جانب سے عرس اعلیٰ حضرت پر عیدوں کی عید پر مقامی اخبارات میں خصوصی مضامین ونعت ومنقبت اشاعت پذیر ہوئے۔ بفیض حضور مفتی اعظم جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ مالیگاؤں کامیابی کے ساتھ اپنے عزم کی جانب رواں ہے۔

(غلام مصطفیٰ رضوی وعبداللطیف رضوی مرکزی جماعت مالیگاؤں،)

مفتی اختر حسن کا انتقال پرملال

نہایت ہی رنج وغم کے ساتھ عرض ہے کہ فقیہ ملت محسن راجستھان قاضی شریعت حضرت العلام الحاج مفتی اختر حسین صاحب قبلہ بانی دار العلوم رضائے مصطفیٰ وگیان نگر کوٹہ کا وصال پر ملال ۶ رمئی ۲۰۰۱ء مطابق ۱۱ رصفر المظفر ۱۴۲۲ھ کو اس دار فانی سے دار البقا کی جانب تشریف لے گئے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ حضرت کے وصال پرملال سے راجستھان کے مسلمانوں کو بہت بڑا صدمہ پہونچا ہے۔ ان کی عمر ۵۳ سال تھی آپ نے پوری زندگی اشاعت دین اور تبلیغ اسلام میں گزاری ۶۰۰ سے ائد دار القضا ادارۂ شرعیہ کوٹہ سے فیصلہ صادر فرمایا ہزاروں فتویٰ دیئے۔ حضرت کو فقہی مسائل پر عبور حاصل تھا۔ حضرت خلیق وحلیم ومنکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے۔ (شمیم اشرف رضوی کوٹہ)

جبل پور میں عرس قادری رضوی سلامی

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے عظیم المرتبت خلفاء حضرت مولانا عید الاسلام شاہ محمد عبد السلام وحضرت برہان ملت مولانا شاہ محمد برہان الحق صاحب علیہما الرحمۃ والرضوان کے اعراس مبارکہ درج ذیل ترتیب ونظام کے ساتھ عیدگاہ کلاں رانی تال جبلپور میں انجام پزیر ہوں گے۔

تفصیلی پروگرام تقاریب اعراس مبارکہ:-

۳ راگست بروز جمعہ بعد نماز عشا محفل میلاد شریف ومواعظ حسنہ علماء کرام ایک بجے شب تک

۴ راگشت بروز سنیچر تین بجے دن سے ختمات قرآن عظیم بعد نماز عصر مزارات مقدس پر چادر پوشی نماز مغرب کے فوراً بعد قل شریف و فاتحہ حضرت برہان ملت علیہ الرحمۃ والرضوان بعد نماز عشاء محفل میلاد شریف و مواعظ حسنہ علماء کرام۔ نعت ومناقب تمام شب نماز فجر سے قبل صلاۃ و سلام بعد نماز قل شریف و فاتحہ حضرت عید الاسلام علیہ الرحمۃ کے بعد تقسیم لنگر۔

امید ہے کہ تمام برادران طریقت مریدین متوسلین معتقدین محبین اور عامتہ المسلمین اعراس مبارکہ تقاریب یں شرکت فرما کر فیوض و برکات برہانیہ، سلامیہ، رضویہ، قادریہ سے مستفیض ہوکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھریں گے۔

(مولانا محمد احمد قادری واراکین عرس کمیٹی رضوی سلامی برہانی جبلپور)

مولانا حبیب رضا خاں کی اہلیہ کا انتقال

نبیرۂ استاذ زمن یادگار سلف حضرت علامہ مولانا حبیب رضا خاں صاحب بریلوی کی اہلیہ محترمہ کا انتقال پر ملال ۱۴مئی ۲۰۰۱ء کو کانکر ٹولہ میں ہوگیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ادارہ سنی دنیا پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ مرحومہ صوم وصلاۃ کی پابند تھیں انکی نماز جنازہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری نے پڑھائی شہر کے مذہبی سماجی اور انجمنوں کی عہدیداران نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ (ادارہ)

حیدرآباد سندھ میں اعراس مبارکہ

بزم رضا دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سندھ کے زیراہتمام پانچ روزہ عرس اعلیٰحضرت منایا گیا جس میں علماء کرام نے حیدرآباد اور لطیف آباد کی مرکزی مساجد میں خصوصی خطاب کیا خاص طور پر مفتی احمد میاں برکاتی، مفتی سید عظمت علی نوری، علامہ محمد صدیق ملتانی، وغیرہ نے اپنی تقریروں سے نوازا۔ حافظ جمیل قادری، حافظ عبدالحمید جامعہ فیض رضا، محمد یونس قادری الیاس آباد، محمد ذاکر قادری لطیف آباد، محمد اقبال وارثی انجمن غوثیہ، ڈاکٹر صلاح الدین شیخ اختر القادری ناظم بزم رضا، رضا میڈیکل سینٹر دو قبر چوک پکا قلعہ حیدرآباد پاکستان وغیرہ نے خصوصی انتظامات کئے۔

عرس بشیری

بہیڑی محلہ شیخوپور جامعہ غوثیہ بشیر العلوم نے سالہائے گزشتہ کی طرح امسال ۱۶ تا ۱۸ اگست کو سلطان الاصفیاء حضرت شاہ مولانا محمد بشیر میاں بریلوی علیہ الرحمہ کا عرس شریف منعقد ہورہا ہے۔

(تحریک فکر رضا بشیر العلوم بہیڑی محلہ شیخوپور ضلع بریلی شریف)

جلوس غوثیہ شان وشوکت کے ساتھ نکلا

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی جماعت رضائے مصطفیٰ یوتھ کی طرف سے گیارہویں شریف کے موقع پر جلوس غوثیہ کا اہتمام کیا گیا یہ جلوس محلہ چھیپی ٹولہ سے چلکر جامع مسجد، بازار صندل خاں، ذخیرہ، جسولی، ملوکپور، سوداگران، پھلوالان سے ہوتا ہوا جھنڈا بڑے پیر صاحب محلہ گڑھی پر ختم ہوا۔ راستے میں جگہ جگہ پر جلوس غوثیہ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ نعت و منقبت، صلاۃ و سلام اور نعرہائے تکبیر سے مسلمانوں کے دل جگمگا اٹھے۔

(محمد ندیم پٹھان، کنوینر جلوس غوثیہ چھیپی ٹولہ بریلی شریف)

جانشین مفتی اعظم کا سفر بیرونی ملک

حضرت جانشین مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی تقریباً ایک مہینے کے بیرون ممالک کے کامیاب سفر سے ۷ جولائی کو وطن واپس تشریف لائے۔ حضرت نے انگلینڈ کے مختلف شہروں میں کانفرنسوں کو خطاب کیا جہاں پر سیکڑوں کی تعداد میں لوگ داخل سلسلۂ عالیہ رضویہ ہوئے۔ حضرت کے ہمراہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ بھی تھے۔ ۵ جولائی کو لندن سے بمبئی واپسی ہوئی جہاں پر ''سنی جمیعۃ العلماء'' کے زیراہتمام نکلنے والے جلوس غوثیہ کی قیادت فرمائی۔ بعدہ بریلی تشریف لائے۔ (ادارہ)

The Monthly Sunni Dunia Bareily
Regd No '17 (82) vol-3 Annual Subscription Rs (100)
Per Copy- Regd.PO.No.BR/211/2000

تاجدارِ اہلِ سُنّت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کی تمناؤں اور آرزوؤں کی تکمیل۔

علومِ اسلامی وعصری کی انقلابی درسگاہ کا عظیم منصوبہ

مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا

بانی ومتولی: جانشین حضور مفتیٔ اعظم علامہ مفتی **محمد اختر رضا خاں** قادری ازہری دامت برکاتہم

مجوزہ شعبہ جات

حفظ وقرأت — درس نظامیہ — لائبریری — تصنیف واشاعت — کمپیوٹر — ٹیکنکل

آستانہ عالیہ رضویہ سے صرف سات کلومیٹر کے فاصلے پر رام پور دہلی روڈ سے بالکل متصل متھرا پور میں ۶۲ بیگھہ زمین کی خریداری ہو چکی ہے۔ عرس رضوی میں سنگِ بنیاد کے بعد تعمیری کام کا، آغاز کیا جا رہا ہے۔ تمام احباب اہلِ سُنّت وعقیدت مندوں سے گذارش ہیکہ وہ تعمیر میں بھرپور حصہ لیں اپنے نام سے یا والدین اعزاء واقارب کے نام سے کمرے بنوائیں اللہ تعالیٰ آپ کو دارین کی نعمتوں سے نوازے۔ آمین

باہتمام قومی ادارہ

اِمام احمد رضا ٹرسٹ

سکریٹری

نبیرۂ اعلیٰ حضرت محمد عسجد رضا خاں قادری

۸۲ ۔ سوداگران ، بریلی شریف ، یو ، پی ، الہند۔